اگست
2023ء

حِكْمَةٌۢ بَالِغَةٌ فَمَا تُغْنِ النُّذُرُ ۝۵ (القرآن:54)

ماھنامہ

حکمتِ بالغہ

جھنگ

جدید تعلیم یافتہ حضرات میں علوم قرآنی کے فروغ کا نقیب

نیا اسلامی سال
1445ھ
مبارک

قرآن اکیڈمی جھنگ

جلد : 17 — وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ (القران) — محرم الحرام : 1445ھ

شمارہ : 08 — اور ہم نے قرآن کو سمجھنے کیلئے آسان کر دیا ہے تو کوئی ہے کہ سوچے، سمجھے (پ۲۷ سورۃ القمر) — اگست : 2023ء

ISSN : 2305-6231

ماھنامہ

حِکمت بالغہ

جھنگ

بانی مدیر : انجینئر مختار فاروقیؒ

مدیر مسئول : انجینئر عبد اللہ اسماعیل

مشاورت

- ڈاکٹر طالب حسین سیال
- حاجی محمد منظور انور
- پروفیسر خلیل الرحمٰن
- عبد اللہ ابراہیم

مدیر معاون و نگران طباعت	مفتی عطاء الرحمٰن
انتظامی امور	ملک نذر حسین

قانونی مشاورت

محمد سلیم بٹ ایڈووکیٹ

چودھری خالد اشیر ایڈووکیٹ

سالانہ زرِ تعاون: اندرونِ ملک 700 روپے

معمول کا شمارہ: 70 روپے

اہلِ ثروت حضرات سے خصوصی زرِ تعاون پچیس ہزار روپے یکمشت

ترسیل زر بنام : انجمن خدام القرآن (رجسٹرڈ) جھنگ

Web site:
www.hamditabligh.net

Email:
hikmatbaalgha1@yahoo.com

انجینئر مختار فاروقی

طابع: محمد فیاض، مطبع: سلطان باہو پریس فوارہ چوک جھنگ صدر

قرآن اکیڈمی جھنگ

لالہ زار کالونی نمبر 2، ٹوبہ روڈ جھنگ صدر

پاکستان پوسٹ کوڈ 35200

047-7630861-0336-6778561

اَلْکَلِمَۃُ الْحِکْمَۃُ ضَالَّۃُ الْمُؤْمِنِ فَحَیْثُ وَجَدَ ھَا فَھُوَ اَحَقُّ بِھَا (ترمذی)

حکمت کی بات بندۂ مومن کی گم شدہ میراث ہوتی ہے جہاں کہیں بھی وہ اس کو پائے وہی اس کا حقدار ہے

مشمولات

قرآن مجید کے ساتھ چند لمحات	1		3
بارگاہِ نبوی ﷺ میں چند لمحات	2		6
حرفِ آرزو	3	انجینئر عبداللہ اسماعیل	7
قرآن کریم کا ترجمہ و مختصر تشریح	4	انجینئر مختار فاروقیؒ	9
سائنس اور مذہب میں مقاربت و مغایرت (8)	5	انجینئر فیضان حسن	26
قصۂ قدیم وجدید (2)	6	ڈاکٹر محمد رشید ارشد	36
مسجد و محراب کے اغراض و مقاصد	7	مولانا محمد انور چیمہ	44
......حقوقِ قرآن کی ادائیگی کی ضرورت ہے	8	محمد منظور انور	50
یا ہنوز اندر تلاشِ مصطفےٰ ﷺ است	9	عبداللہ ابراہیم	58
Go to bed, You Sleepy Head!	10	Amatullah Hadia	64

ماہنامہ حکمت بالغہ میں قلمی تعاون کرنے والے حضرات کے مضامین معلومات کے تبادلے اور وسیع تر انداز میں خیر کے حصول اور شر سے اجتناب کے لیے چھاپے جاتے ہیں اور ادارے کا مضمون نگار حضرات سے تمام جزئیات میں اتفاق ضروری نہیں۔

یہ رسالہ ہر ماہ کی پہلی تاریخ کو حوالہ ڈاک کر دیا جاتا ہے۔ نہ ملنے کی صورت میں 10 تاریخ تک دفتر رابطہ فرمائیں 10 تاریخ کے بعد رسالہ ارسال نہیں کیا جائے گا

قرآن مجید

کے ساتھ

چند لمحات

اردو ترجمہ : فتح محمد خان جالندھری

انگریزی ترجمہ : ڈاکٹر عبدالسمیع حفظہ اللہ

(02)	اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ	آیات
سورة البقرة	بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ	245-240

وَ الَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَ يَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا

اور جو لوگ تم میں سے مرجائیں اور عورتیں چھوڑ جائیں

And those of you, who die and leave widows

وَّصِيَّةً لِّاَزْوَاجِهِمْ

وہ اپنی عورتوں کے حق میں وصیت کر جائیں کہ

should bequeath in favour of their wives,

مَّتَاعًا اِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ اِخْرَاجٍ

ان کو ایک سال تک خرچ دیا جائے اور گھر سے نہ نکالی جائیں

A provision for one year, without turning them out.

فَاِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ

ہاں اگر وہ خود گھر سے چلی جائیں تو تم پر کچھ گناہ نہیں

But if they leave (on their own) Then there is no blame on you,

فِيْ مَا فَعَلْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِنَّ مِنْ مَّعْرُوْفٍ

اس میں جو وہ اپنے حق میں پسندیدہ کام (یعنی نکاح) کر لیں

For what they choose for themselves, in a nice manner

وَ اللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۴۰﴾

اور اللہ زبردست ہے حکمت والا ہے

And Allah is Mighty, Wise.

وَ لِلْمُطَلَّقٰتِ مَتَاعٌۢ بِالْمَعْرُوْفِ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ ﴿۲۴۱﴾

اور مطلقہ عورتوں کو بھی دستور کے مطابق نان ونفقہ دینا چاہیے، پرہیزگاروں پر (یہ بھی) حق ہے

And a reasonable provision must also be made for divorced women, As an obligation on God fearing ones.

كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۲۴۲﴾

اسی طرح اللہ اپنے احکام تمہارے لیے بیان فرماتا ہے تاکہ تم سمجھو

That's how Allah makes His signs clear to you, so that you may become sensible

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ

بھلا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو اپنے گھروں سے نکل بھاگے تھے

Haven't you thought of those, who left their homes,

وَ هُمْ اُلُوْفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ

اور وہ (شمار میں) ہزاروں ہی تھے، موت کے ڈر سے

Out of the fear of death, even though they were in thousands

فَقَالَ لَهُمُ اللّٰهُ مُوْتُوْا ثُمَّ اَحْيَاهُمْ

تو اللہ نے ان کو حکم دیا کہ مر جاؤ پھر ان کو زندہ بھی کر دیا

So Allah said to them, "Die" (i.e. Allah put them to death) Then He brought them back to life

اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ

کچھ شک نہیں کہ اللہ لوگوں پر مہربانی رکھتا ہے

For sure Allah is Bountiful to mankind

وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿٢٤٣﴾

لیکن اکثر لوگ شکر نہیں کرتے

But! Most of the people are not grateful

وَ قَاتِلُوْا فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

اور (مسلمانو) اللہ کی راہ میں جہاد کرو

And fight in the cause of Allah (without fear of death)

وَ اعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿٢٤٤﴾

اور جان رکھو کہ اللہ (سب کچھ) سنتا (اور سب کچھ) جانتا ہے

And remember That Allah is Hearing, Knowing

مَنْ ذَا الَّذِیْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا

کوئی ہے کہ اللہ کو قرض حسنہ دے

Who is the one, who will give Allah a goodly loan,

فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗٓ اَضْعَافًا كَثِيْرَةً

کہ وہ اس کے بدلے اس کو کئی حصے زیادہ دے گا

So that Allah increases it many folds

وَ اللّٰهُ يَقْبِضُ وَ يَبْصُۜطُ وَ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿٢٤٥﴾

اور اللہ ہی روزی کو تنگ کرتا اور (وہی اسے) کشادہ کرتا ہے اور تم اسی کی طرف لوٹ کر جاؤ گے

And it is Allah, who decreases and increases

(his grace upon you) And you all shall be brought back to Him.

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ

قَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم

بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں چند لمحات

1 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ جَعَلَ الْحَقَّ عَلٰی لِسَانِ عُمَرَ وَ قَلْبِہٖ

اللہ تعالیٰ نے (حضرت) عمر (رضی اللہ عنہ) کی زبان اور دل پر حق بات کو رکھ دیا ہے

(ترمذی، عن ابن عمر رضی اللہ عنہما)

2 اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

قَدْ کَانَ فِیمَا مَضٰی قَبْلَکُمْ مِنَ الْأُمَمِ

تم سے پہلے جو امتیں گزری ہیں ان میں

نَاسٌ مُحَدَّثُوْنَ

کچھ لوگ مُحدَّث ہوتے تھے، یعنی حق بات ان کے دل میں ڈالی جاتی تھی

فَاِنْ یَكُ فِیْ أُمَّتِیْ مِنْهُمْ أَحَدٌ

میری امت میں ایسا کوئی ہے

فَاِنَّہٗ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ

تو وہ عمر بن خطاب ہے

(متفق علیه، عن ابی هریرة رضی اللہ عنہ)

ے زندگی در جستجو پوشیدہ است
اصل اُو در آرزو پوشیدہ است
علامہ اقبال

تحریک پاکستان دوبارہ برپا کرنے کی ضرورت ہے

انجینئر عبد اللہ اسماعیل

قیامِ پاکستان کے وقت کم از کم بانی پاکستان قائداعظم اور عوام کے دل میں تو یہی بات تھی کہ پاکستان کا مطلب لا اِلٰہ اِلا اللہ ہے۔ مگر ہوتا وہی ہے جو رب چاہے۔ قیام پاکستان کے ایک سال بعد 11 ستمبر 1948ء کو قائداعظم وفات پا گئے، دوسرے بانی رہنما لیاقت علی خاں کو اکتوبر 1951ء میں گولی ماردی گئی، اس کے بعد بامِ اقتدار سنبھالنے والے شاید نہ پاکستان سے مخلص تھے نہ دین اسلام سے، اور وہ اقتدار میں آئے تو "اَلنَّاسُ عَلٰی دِیْنِ مُلُوْکِھِمْ" کے مصداق عوام انہی کے پیچھے چل پڑے، اور لا اِلٰہ اِلا اللہ کا جو نعرہ لگا کر یہ ملک حاصل کیا گیا تھا وہ آہستہ آہستہ پسِ منظر چلا گیا۔

بطور قوم یہ ہماری ناکامی ہے کہ ہم نے جس نعرے پر اور جس مقصد کے لیے آزادی حاصل کی، آزادی حاصل کرنے کے بعد اس کو حقیقت کا جامہ پہنانے کے لیے کوئی حقیقی جدوجہد نہیں کی گئی۔ آغاز اسلامی آئین سے ہونا تھا مگر اس راستے پر دو قدم (قراردادِ مقاصد اور علماء کے 22 نکات) چل کر ہی ہم تھک گئے اور مزید کچھ پیش قدمی نہ ہو سکی۔

دوسرا اہم پہلو پاکستانی عوام کی فکری و نظری تربیت تھی جو کہ تعلیمی نظام اور میڈیا کے ذریعے ہونا تھی ــــــ مگر اس محاذ پر بھی کام نہیں ہو پایا اور بحیثیت قوم ہم فکری اور نظری سطح

پر کنگھال رہ گئے۔عوام کے اندر اس نعرے یعنی ’’پاکستان کا مطلب کیا؟ لا اِلٰہ اِلا اللہ‘‘ ـــــ کی جو محبت تھی اسے بہت مرتبہ استعمال کیا گیا مگر عوام سے اس نعرے پر قربانی لے کر، فائدے کچھ اور اٹھا لیے گئے۔

آج ـــــ حال یہ ہے کہ بحیثیت قوم ہماری اکثریت اس نعرے سے عملاً لاتعلق کر چکی ہے، جو کہ ـــــ اللہ تعالیٰ سے، اپنے دین سے، اپنے وطن سے، اپنے قائداعظم سے، اپنے شہیدوں سے، اپنے بزرگوں سے اور اپنی ماؤں بہنوں بیٹیوں کی عزت سے ـــــ بدعہدی اور بے وفائی کے مترادف ہے۔

قومِ پاکستان اس کو اپنی خوش قسمتی سمجھے یا بدقسمتی کہ اس کی ترقی اسلام کے ساتھ جڑی ہے۔خوش قسمتی یہ تھی کہ ہم لا اِلٰہ کے نعرے کو نافذ کرتے اور دنیا اور آخرت میں سرخرو ہوتے ـــــ مگر بدقسمتی یہ ہے کہ ہم اسلام پر چلنا نہیں چاہتے اور پھر ملک کی ترقی کے خواہش مند ہیں۔

ہمارے نزدیک ملکی ترقی کا حل یہ ہے کہ ـــــ ایک مرتبہ اسی زور و شور اور اسی جذبے کو لے کر نئے سرے سے دوبارہ تحریک پاکستان کی طرح ایک تحریک برپا کی جائے اور اسی نعرے یعنی ’’پاکستان کا مطلب کیا؟ لا اِلٰہ اِلا اللہ‘‘ کو دوبارہ زندہ کیا جائے اور جس طرح 14 ؍اگست 1947ء کو ہم نے جسمانی طور پر آزادی حاصل کی تھی ایک مرتبہ دوبارہ جدو جہد کر کے ذہنی و فکری آزادی بھی حاصل کی جائے۔

دعا ہے کہ یہ آرزو ملک کے کونے کونے میں پھیلے اور کیا عجب کہ یہ دوبارہ ہر دل کی آواز بن جائے اور ہم اپنے ملک کو حقیقی معنوں میں وہ ’’پاکستان‘‘ بنا سکیں جس کا مطلب ہو

’’لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ‘‘

دورۂ ترجمۃ القرآن

قرآن کریم کا ترجمہ ومختصر تشریح

مدرس: انجینئر مختار فاروقیؒ

سُوْرَۃُ الْبَقَرَۃ

آیات 253 تا 257

رسولوں کا ایک مقدس گروہ ہے، یہ اللہ کی طرف سے چنے ہوئے لوگ ہیں پسندیدہ لوگ ہیں۔لیکن ان رسولوں میں سے بھی سارے رسول ایک درجے کے نہیں ہیں ان رسولوں میں بھی درجہ بندی (CATEGORISATION) ہے۔فرمایا:

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ان رسولوں میں سے بھی بعض کو بعض پر ہم نے فضیلت دی ہے

رسولوں کے بارے میں یہ بات طے شدہ ہے کہ بعض کو جزوی فضیلتیں حاصل ہیں جیسے آگے ذکر آرہا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اللہ نے پردے کے پیچھے سے کلام فرمایا ہے، ایسا کسی اور نبی کے ساتھ نہیں ہوا۔اور حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو اللہ نے کئی معجزات عطا فرمائے ہیں کہ مٹی سے پرندے کی شکل بنائی پھونک ماری وہ زندہ ہو کر اُڑ گیا یا کسی مادرزاد اندھے کے چہرے پر ہاتھ پھیرا اس کی آنکھیں ٹھیک ہوگئیں اور انھوں نے مردہ کو بھی زندہ کردیا۔تو یہ معجزے اللہ نے خاص حضرت عیسیٰؑ کو عطا فرمائے۔تو جزوی فضیلتیں ہو سکتی ہیں لیکن رسولوں کے گروہ میں فضیلتِ کلی صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے۔اسی طریقے پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا جو گروہ ہے اس میں سارے صحابہ بھی ایک درجے کے نہیں ہیں، ان میں جو فتح مکہ سے پہلے ایمان لائے ان کا درجہ

زیادہ ہے پھر ان میں اصحابِ شجرہ یعنی بیعت رضوان والے صحابہ کو افضلیت حاصل ہے جو تقریباً چودہ سو ہیں، پھر ان میں اصحابِ بدر کی افضلیت ہے جو تین سو تیرہ کے قریب ہیں، پھر ان میں سے عشرہ مُبَشَّرہ ہیں یعنی وہ دس صحابہ جن کو اسی دنیا میں اللہ کے رسول ﷺ نے جنتی ہونے کی بشارت دی ہے، پھر ان عشرہ مُبَشَّرہ میں چار خلفاء ہیں۔ ان میں علیٰ ترتیب الخلافہ افضلیت ہے یعنی سب سے افضل حضرت ابوبکرؓ ہیں پھر حضرت عمرؓ ہیں پھر حضرت عثمانؓ ہیں پھر حضرت علیؓ ہیں۔ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ تو صحابہ میں بھی درجہ بندی ہے جیسا کہ یہاں فرمایا کہ یہ رسولوں کا گروہ مقدس جماعت ہے ان میں سے بعض کو بعض پر ہم نے فضیلت دی ہے۔ وہ شعر اکثر سیرت کی تقریروں میں آپ نے سنا ہوگا کہ

حُسنِ یوسفؑ ، دمِ عیسیٰؑ ، یدِ بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو جو حسن عطا کیا ویسا حسن سب کو تو نہیں ملا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جو معجزے عطا کیے ویسے ہر ایک کو تو نہیں ملے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بھی ید بیضا جیسے معجزے عطا کیے گئے لیکن یہ ان کی جزوی فضیلتیں ہیں اور محمد رسول اللہ ﷺ کو کلی فضیلت حاصل ہے۔

مِنۡهُمۡ مَّنۡ كَلَّمَ اللّٰهُ ان رسولوں میں سے ایسے بھی ہیں جن سے اللہ نے کلام کیا ہے

وَ رَفَعَ بَعۡضَهُمۡ دَرَجٰتٍ اور بعض ایسے بھی ہیں جن کے درجات بلند کیے ہیں

وَ اٰتَيۡنَا عِيۡسَى ابۡنَ مَرۡيَمَ الۡبَيِّنٰتِ اور دیے ہم نے عیسیٰ ابن مریم کو واضح معجزات

مردہ کو زندہ کر دینا، برص کے مریض کو ٹھیک کر دینا، مٹی سے پرندہ بنا کر پھونک مارنا اور اس کا زندہ ہو جانا یہ واضح معجزات تھے جو حضرت مسیح علیہ السلام کو دیے گئے۔

وَ اَيَّدۡنٰهُ بِرُوۡحِ الۡقُدُسِ اور ہم نے ان کو قوت دی تھی جبرائیلؑ کے ذریعے سے

وَلَوۡ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقۡتَتَلَ الَّذِيۡنَ مِنۡۢ بَعۡدِهِمۡ اور اگر اللہ چاہتا تو وہ لوگ لڑائی نہ کرتے جو ان کے بعد آئے

یعنی ان کے بعد کیا ہوا؟ ان کے بعد جو ان کے ماننے والے تھے ان کے درمیان لڑائیاں ہوئیں۔

مِّنۡۢ بَعۡدِ مَا جَآءَتۡهُمُ الۡبَيِّنٰتُ اس کے بعد کہ ان کے پاس واضح احکام آ چکے تھے

ان کے پاس العلم آ چکا تھا، وحی آ چکی تھی، کتاب آ چکی تھی

وَلٰكِنِ اخْتَلَفُوْا لیکن انہوں نے اختلاف کیا

اوراختلاف کی وجہ ہم پیچھے پڑھ آئے ہیں کہ "**بَغْيًا بَيْنَهُمْ**" کے سوا کوئی وجہ نہیں ہوتی، ضدم ضدا میں ہوتا ہے۔

فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ وَمِنْهُمْ مَّنْ كَفَرَ ان میں سے کچھ ایسے تھے جو ایمان لائے (یعنی ایمان پر برقرار رہے) اور کچھ ایسے تھے جنہوں نے کفر کیا

وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلُوْا اور اگر اللہ چاہتا تو وہ قتال نہ کرتے

اگر اللہ تعالیٰ زبردستی کرتا تو کوئی بھی اللہ کی نافرمانی نہ کرتا لیکن اللہ نے تو دنیا میں اختیار دے رکھا ہے کہ جو چاہے اللہ کی نافرمانی کرے اور جو چاہے اللہ کا بندہ بنے۔ لہٰذا اللہ کی مشیت سے سے ہی انھوں نے قتال کیا۔

وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ ﴿۲۵۳﴾ لیکن اللہ وہ کرتا جو چاہتا ہے

یعنی اللہ نے اختیار دیا تو انھوں نے اس اختیار سے گمراہی کا راستہ اختیار کیا اور ان کے درمیان لڑائیاں ہوئیں جنگ وجدال ہوا۔

جہاد کا ایک پہلو جنگ ہے جس کے لیے حضرت طالوت اور حضرت داوٗد علیہ السلام کا واقعہ گزشتہ آیات میں بیان ہوا۔ اس کے ذریعے سے مسلمانوں کو تعلیم دی جارہی ہے کہ ایک ایسا ہی واقعہ تمہارے ساتھ بھی ہونے والا ہے ﴿كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةً بِاِذْنِ اللّٰهِ﴾ جنگ بدر میں مسلمان تین سو تیرہ تھے، ان میں سے صرف دو آمیوں کے پاس گھوڑے تھے، ستر آدمیوں کے پاس اونٹ تھے، باقیوں کے پاس سواری بھی نہیں تھی اور تلواریں بھی تھوڑی سی تھیں نیزے بھی تھوڑے تھے، بخاری شریف کی روایت میں ہے کہ لوگوں کے ہاتھوں میں درختوں کی ٹہنیاں تھیں جبکہ ان کے مقابلے میں ہزار کا لشکر تھا جو کیل کانٹے سے لیس تھا، اُس پر اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو فتح عطا فرمادی۔ تو یہ واقعہ اسی لیے سنایا جارہا ہے تاکہ مسلمانوں کا MORAL BUILD UP ہو، ان کے اندر حوصلہ وولولہ پیدا ہو ہمت پیدا ہو۔

آگے جہاد کے دوسرے پہلو یعنی مال خرچ کرنے کا ذکر ہے۔ صاف ظاہر ہے جہاد

کرنا ہے تو وسائل چاہئیں پیسہ چاہیے اس کے لیے اہل ایمان کو اُبھارا جارہا ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ اے ایمان والو! خرچ کرو اس میں سے جو ہم نے تمہیں رزق دیا ہے

تمہاری کوئی چیز ہم نہیں مانگ رہے بلکہ جو ہم نے تمہیں دیا ہے اسی میں سے خرچ کرنا کا کہہ رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا انداز قرآن مجید میں اس لحاظ سے بہت پیارا ہے کہ اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ ہم نے تمہیں دیا ہے اور جو کچھ ہم نے تمہیں دیا ہے وہ سارے کا سارا بھی نہیں مانگ رہے ہم تو یہ کہہ رہے کہ جو ہم نے تمہیں دیا ہے اس میں سے خود بھی کھاؤ، بچوں کو بھی کھلاؤ، کاروبار بھی کرو اور اس سے جو بچ رہا ہے وہ اللہ کے راستے میں لگا دو۔

مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَ یَوْمٌ لَّا بَیْعٌ فِیْهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّ لَا شَفَاعَةٌ اُس دن سے پہلے پہلے جس دن نہ کوئی خرید وفروخت ہوگی اور نہ کوئی دوستی کام آئے اور نہ کوئی سفارش چلے گی

وہ دن کون سا ہے؟ قیامت کا دن۔ یہ خرچ بھی اگر تم اس دن سے پہلے پہلے یعنی مرنے سے پہلے پہلے کرلو گے تو کام آجائے گا، ورنہ یہ پیسہ تو وارثوں کو منتقل ہوجائے گا آج تک کوئی قبر میں ساتھ لے کر نہیں گیا۔ اسی حال میں مرجاؤ گے تو قیامت کے دن تمہارا کوئی پرسانِ حال نہیں ہوگا۔ اس دن نہ کوئی خرید وفروخت ہوگی نہ کوئی آشنائی اور دوستی چلے گی نہ کوئی سفارش ہوگی۔ جیسے اس دنیا کی عدالتوں میں معاملات چلتے ہیں اللہ کی عدالت میں اس طرح معاملات چل کر تمہاری جان چھوٹنے والی نہیں ہے۔ اللہ کے دین کے غلبے کے لیے پیسہ چاہیے اور کوئی آدمی پیسہ ہوتے ہوئے خرچ نہ کررہا ہو تو وہ اپنا نقصان کررہا ہے بلکہ بہت بڑا جرم کررہا ہے۔ پیچھے یہ آیت ہم پڑھ آئے ہیں: ﴿وَأَنفِقُوا فِی سَبِیلِ اللّٰهِ وَلَا تُلْقُوا بِأَیْدِیكُمْ إِلَی التَّهْلُكَةِ﴾ (البقرۃ:195) اور اللہ کے راستے میں خرچ کرو اور اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔ کسی کے پاس پیسہ ہے اور اللہ کے دین کے غلبے کے لیے پیسے کی ضرورت بھی ہے اس کو نظر بھی آرہا ہے کہ دین مغلوب ہے دنیا میں اس کے لیے کوششیں ہورہی ہیں لیکن وہ خرچ نہیں کررہا تو نقصان اپنا ہی کررہا ہے۔ یہاں بھی اللہ نے فرمایا

وَالْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۵۴﴾ اور جو کافر ہیں وہی ظالم ہیں

کفر کے دو معنی ہیں ایک ہے اسلام کے مقابلے میں کفر، بمعنی انکار کرنا۔ دل مان رہا ہے کہ بات صحیح ہے لیکن آدمی اوپر سے انکار کردے۔ اور دوسرا ہے شکر کے مقابلے میں کفر کہ اللہ نے نعمتیں دے رکھی ہیں وسائل دے رکھے ہیں پیسہ موجود ہے لیکن آدمی ناشکری کر رہا ہے۔ یہاں دونوں معنی مراد ہیں۔ اہل ایمان سے ہی خطاب ہے جو اللہ کو مانتے ہیں اللہ کا حکم سر آنکھوں پر ہونا چاہیے اس کی قدر ہونی چاہیے اس کی تعمیل ہونی چاہیے اس کی فرمانبرداری ہونی چاہیے اس کی بجا آوری ہونی چاہیے لیکن اہل ایمان اگر خرچ نہیں کر رہے تو ایک درجے میں کفر کر رہے ہیں اس کی نافرمانی کر رہے ہیں اور اللہ نے دے رکھا ہے اسی میں سے اللہ مانگ رہا ہے لیکن وہ ناشکری کر رہے ہیں۔ اللہ کا شکر تو یہ ہے کہ اس کے دیے ہوئے میں سے اس کے راستے میں خرچ کیا جائے۔ وہ جو غالبؔ نے کہا کہ ؎

جان دی دی ہوئی اسی کی تھی　　　حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

ہم وہ سب کچھ بھی اللہ کو واپس کر دیں جو اللہ نے ہمیں دیا ہے تب بھی حق ادا نہیں ہوگا لیکن اللہ تو سارا مانگ ہی نہیں رہا، اس میں سے تھوڑا سا مانگ رہا ہے لیکن پھر بھی ہم نہیں دے رہے تو ناشکری ہے تو جو لوگ اللہ کے راستے میں خرچ نہیں کر رہے یا اللہ کا کہنا نہیں مان رہے وہ کافر ہیں ﴿وَالْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ﴾ اور جو کافر ہیں وہی تو ظالم ہیں۔ جو کہنا نہیں مان رہے اللہ کے راستے میں خرچ نہیں کر رہے یہی اپنے اوپر ظلم کر رہے ہیں۔

آگے آیت الکرسی آ رہی ہے جو بہت اہم آیت ہے۔ پہلے یہ ذکر ہوا ہے کہ سورۃ بقرہ کے اس حصے میں شریعت کے احکام اور عبادات اور جہاد کے تذکرے میں حسین پھول کے طریقے پر کچھ آیات آتی ہیں جیسے ہم نے آیت الآیات، آیت البر اور آیتِ اختلاف پڑھی، اسی طریقے پر یہ آیت الکرسی بھی ایک حسین پھول کی طرح ہے۔ اس میں ایک لفظ كُرْسِيُّهُ (اللہ کی کرسی) آیا ہے، اسی سے اس آیت کا نام آیۃ الکرسی ہے۔ حدیث میں ہے کہ یہ آیت قرآن مجید کی تمام آیات کی سردار ہے۔ اور اس میں اللہ تعالیٰ کی کبریائی کا بہت زبردست بیان ہے۔ اور یہاں اِنفاقِ مال کے حکم کے بعد اس کو لانے میں خاص حکمت ہے، وہ حکمت کیا ہے؟ جیسے اوپر بھی آیت آئی ہے ﴿مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا﴾ کہ کون اللہ کو قرض دیتا ہے۔ یہود نے اس پر تبصرہ کیا

تھا کہ اللہ بار بار کہتا ہے کہ مجھے قرض دو،﴿اِنَّ اللّٰہَ فَقِیۡرٌ وَّ نَحۡنُ اَغۡنِیَآءُ﴾ (معاذ اللہ) اللہ فقیر ہو گیا ہے اور ہم غنی ہیں اور اللہ ہم سے قرض مانگ رہا ہے۔ یہاں بھی انفاق کی بات آئی ہے تو کسی کے دل میں یہ نہیں آنا چاہیے کہ اللہ کو پیسوں کی ضرورت پڑ گئی ہے اس لیے اللہ ہم سے مانگ رہا ہے۔ آیت الکرسی جو یہاں لائی جا رہی ہے وہ اس لیے کہ جو ہستی تم کو اپنے راستے میں خرچ کرنے کا کہہ رہی ہے وہ غنی ہے وہ اتنی بڑی شان والی ہے کہ اس کے خزانوں میں کوئی کمی نہیں ہے وہ تم سے تقاضا کر رہی ہے تمہیں خرچ کرنے پر ابھار رہی ہے تو تمہارے ہی فائدے کے لیے کہہ رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کو اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

یہ آیۃ الکرسی ویسے تو ایک آیت ہے لیکن اس میں دس جملے ہیں

اَللّٰہُ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ اللہ ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے

کوئی حکم ماننے کے قابل نہیں ہے، کوئی محبت کیے جانے کے قابل نہیں، کوئی مقصود بنائے جانے کے قابل نہیں ہے

اَلۡحَیُّ الۡقَیُّوۡمُ وہ اللہ خود زندہ ہے اور اس کائنات کو قائم رکھے ہوئے ہے

وہ اتنی بڑی ہستی ہے کہ

لَا تَاۡخُذُہٗ سِنَۃٌ وَّ لَا نَوۡمٌ اس کو نہ اونگھ آتی ہے نہ نیند آتی ہے

ہم تو کام کرتے ہوئے تھک جاتے ہیں، آٹھ یا دس گھنٹے کام کرنے کے بعد جب تک آرام نہ کر لیں اس وقت تک دوسرے دن کام کرنے کے قابل نہیں ہوتے۔ week-end نہ منائیں، ریسٹ نہ کریں تو پھر اگلے ہفتے طبیعت صحیح کام پر آمادہ نہیں ہوتی لیکن اللہ تعالیٰ کو نہ اونگھ آتی ہے نہ نیند آتی ہے۔

لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الۡاَرۡضِ اسی اللہ کی ملکیت ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور جو کچھ ہے زمین میں

لام کے دو معنی ہیں: ایک یہ کہ اسی نے بنایا ہے، اسی کی ملکیت ہے سب آسمان و زمین اور دوسرا یہ ہے کہ عملاً وہی اس کا حاکم ہے اسی کا حکم بھی چل رہا ہے۔

مَنۡ ذَا الَّذِیۡ یَشۡفَعُ عِنۡدَہٗۤ اِلَّا بِاِذۡنِہٖ کون ہے وہ جو اللہ کے سامنے کھڑے ہو کر کسی کی

سفارش کرے اس کی اجازت کے بغیر

اس کی مخلوق میں کوئی ایسی ہستی نہیں ہے جو اللہ کے دربار میں ازخود کھڑا ہو کر کہے کہ میں فلاں کے بارے میں سفارش کرتا ہوں۔ کسی کی مجال نہیں ہے۔ ہاں اللہ کسی کو اجازت دے کہ وہ کسی کی سفارش کرے تو کوئی بول سکتا ہے۔ ازخود کسی کا مقام نہیں ہے کہ اللہ کے دربار میں کھڑا ہو کر کسی کی سفارش کرے۔

يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وہ اللہ جانتا ہے جو کچھ ان کے آگے ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے ہے

اس کا یہ معنی بھی ہے کہ جو کچھ ہم آخرت میں بھیج رہے ہیں اس کو بھی اللہ جانتا ہے اور جو کچھ ہم اس دنیا میں کھا پی جاتے ہیں اس کو بھی اللہ جانتا ہے۔

وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ اور اللہ کے علم میں سے کسی چیز کا احاطہ نہیں کر سکتے مگر جو وہ چاہے

اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتا ہے۔ ساری کائنات کو اس نے پیدا کیا ہے اور اس کو سب معلوم ہے کہ اس نے کیا کیا پیدا کیا ہے۔ ہمیں اتنا ہی پتہ ہے جتنا اللہ نے ہمیں بتا دیا یعنی اللہ نے محمد رسول اللہ ﷺ کو بتایا پھر انہوں نے آگے ہمیں بتایا۔ جتنا اللہ نے چاہا اتنا اس نے اپنے پیغمبروں کو بتایا اور اس سے آگے ہمیں علم پہنچا ہے۔ ازخود نہ پیغمبر معلوم کر سکتے تھے نہ ہمارا مقام ہے کہ ہم معلوم کر سکیں۔

وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اس کی کرسی (اس کا اقتدار) آسمانوں اور زمین سے وسیع ہے

اہل علم حضرات جانتے ہیں کہ یہ کائنات millions نوری سالوں سے بھی زیادہ وسیع ہے اور ابھی ہم اس کائنات کا کوئی آخری کونہ معلوم نہیں کر سکے اور اللہ کی کرسی یعنی اللہ کا اقتدار اس سے بھی زیادہ وسیع ہے۔ صاف ظاہر ہے کائنات اتنی وسیع ہے تو اس کو پیدا کرنے والا، اس کا اقتدار، اس کی حکومت کی سرحدیں وہ تو اس سے بھی زیادہ وسیع ہیں۔

وَلَا يَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا اور آسمانوں اور زمین یعنی ساری کائنات کا انتظام اللہ کو تھکاتا نہیں ہے

یہاں جو ایڈمنسٹریٹر عہدوں پر کچھ لوگ فائز ہوتے ہیں انہیں اندازہ ہے کہ یہ دنیا کا انتظام کرنا کتنا مشکل کام ہے۔ اللہ یہ دنیا کا سارا نظام چلا رہا ہے اللہ تھکتا نہیں ہے یہ انتظام اس کو تھکا تا نہیں ہے

وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ ﴿۲۵۵﴾ اور وہ اللہ بہت بلند و برتر ہے عظمت والا ہے

یعنی کسی کی عظمت کے، کسی کی بادشاہت کے، کسی کے اقتدار کے جو ہمارے خیالات کچھ ہو سکتے ہیں وہ ان سب سے بہت وراء الوراء ہے بہت اونچا ہے بہت اونچا ہے۔

یہ آیۃ الکرسی ہے اور یہ اِنفاق کے حکم والی آیت کے بعد اس لیے لائی گئی ہے کہ اللہ جو تم سے خرچ کرنے کا کہہ رہا ہے تو اس لیے نہیں کہ اس کے خزانوں میں کوئی کمی ہوگئی ہے اللہ تو آسمانوں اور زمین کا مالک ہے بلکہ وہ تو تمہارے ہی بھلے کے لیے یہ حکم دے رہا ہے۔

لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ دین میں کوئی زبردستی نہیں ہے

اور یہ جو انفاقِ مال کا کہا جا رہا ہے اس میں بھی تم پر کوئی زبردستی نہیں ہے۔ جی میں آئے تو خرچ کرو جی میں نہ آئے تو مت خرچ کرو۔ ہاں جو کرے گا اور جو نہیں کرے گا برابر نہیں ہو سکتے۔

قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ بے شک واضح ہو چکا ہے سیدھا راستہ (ہدایت والا راستہ) گمراہی کے راستے سے

یہ واضح ہو چکا ہے کہ سیدھا راستہ کون سا ہے اور گمراہی والا راستہ کون سا ہے۔

فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْ بِاللّٰهِ تو جو کوئی انکار کرے گا طاغوت کا اور ایمان لائے گا اللہ پر

یعنی دنیا میں اللہ کے مدمقابل جو ہستیاں گھڑ لی گئی ہیں یا جو نظر آتی ہیں کہ شاید یہ بھی اللہ کے مدمقابل ہیں ان کو طاغوت کہا جاتا ہے جو آدمی پہلے ان کا انکار کرے گا اور پھر اللہ پر ایمان لائے گا۔ کلمہ طیبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کا یہی مطلب ہے اس میں پہلے تمام طاغوت کا انکار ہے، ہر خدائی کے دعویدار کا، ہر فرعون کا، ہر نمرود کا، ہر وڈیرے کا انکار ہے کہ کوئی نہیں ہے عبادت کے لائق سوائے اللہ کے۔ تو جو شخص طاغوت کا انکار کرے گا اور اللہ پر ایمان لائے گا

فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى اس کا ہاتھ ہے مضبوط کنڈے پر

وہ ہدایت یافتہ ہے وہ کسی مضبوط بنیاد پر ہے۔

لَا انۡفِصَامَ لَهَا وہ کنڈا کبھی ٹوٹنے والا نہیں ہے

وہ شخص کبھی گمراہ ہونے والا نہیں ہے۔

وَ اللّٰہُ سَمِیۡعٌ عَلِیۡمٌ ﴿۲۵۶﴾ اور اللہ تعالیٰ سننے والا ہے (اور) جاننے والا ہے

کون اس کو پکارتا ہے اور اس کی پکار پر لبیک کہتا ہے کون خرچ کررہا ہے اللہ کے علم میں ہے۔

آگے فرمایا کہ یہ جو انفاق کے لیے کہا جارہا ہے یہ گویا قرآن مجید کا ایک سلوک ہے ایک راستہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو اس پر چلا کر کامیابی تک پہنچانا چاہتا ہے۔ جو اس پر چلنے سے انکار کردیں گے انہیں سیدھا راستہ کہاں سے ملے گا۔

اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا اللہ پشت پناہ ہے اہل ایمان کا

یعنی جو اللہ کے کہنے کے مطابق خرچ کرتے ہیں ایثار کرتے ہیں قربانی دیتے ہیں

یُخۡرِجُهُمۡ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوۡرِ ان کو اللہ تعالیٰ اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لے جاتا ہے

ان کے اس ایثار کی وجہ سے اللہ تعالیٰ مستقل طور پر انہیں اندھیروں میں سے نکال کر گویا ان کی انگلی پکڑ کر ان کو درجہ بدرجہ اعلیٰ درجات کی طرف لے کر جارہا ہے، ان کو اندھیروں سے نکال کر اسلام کی روشنی کی طرف، ہدایت کی روشنی کی طرف لے کر جارہا ہے۔

وَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡۤا اور جو لوگ انکار کر رہے ہیں

ناشکری کر رہے ہیں یا کفر کر رہے ہیں۔ جیسے اوپر آیا ﴿وَالۡکٰفِرُوۡنَ هُمُ الظّٰلِمُوۡنَ﴾ یعنی جو اللہ کے راستے میں خرچ نہیں کر رہے۔ جن کے پاس وسائل ہیں صلاحیتیں ہیں لیکن پھر اللہ کے راستے میں نہیں لگا رہے۔

اَوۡلِیٰٓـُٔهُمُ الطَّاغُوۡتُ ان کے دوست طاغوت ہیں

اوپر طاغوت کا ذکر آیا ہے کہ جن کے انکار پر اسلام کی بنیاد کھڑی ہے۔

یُخۡرِجُوۡنَهُمۡ مِّنَ النُّوۡرِ اِلَی الظُّلُمٰتِ وہ ان کو روشنی سے نکال کر اندھیروں کی طرف لے جارہے ہیں

شیطان کی کوشش یہ ہوتی ہے کہ جو لوگ کسی وجہ سے اللہ کے حکم سے ذرا دور ہوتے ہیں

جلدی سے ان کو پکڑ کر اپنے پالے میں لے جائے اور اپنی پارٹی میں شامل کر لے۔ وہ طاغوت مسلسل کافروں کو کھینچ کر لے جاتے ہیں اگر ان میں خیر اور بھلائی کی کوئی رمق پہلے ہے بھی تو وہ اس کو بھی ان سے ختم کر دینا چاہتا ہے۔

أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿٢٥٧﴾ یہ آگ والے لوگ ہیں وہ اس میں وہ ہمیش ہمیش رہیں گے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس آگ سے بچائے۔

آیات 258 تا 260

یہ سورۃ البقرہ کا پینتیسواں رکوع ہے، اس میں تین واقعات کا ذکر ہے دو واقعات حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زندگی سے متعلق ہیں اور ایک واقعہ حضرت عزیر علیہ السلام سے متعلق ہے۔ اگرچہ یہاں قرآن مجید میں تو حضرت عزیر علیہ السلام کا نام مذکور نہیں ہے لیکن تاریخ بنی اسرائیل میں جو CORRESPONDING واقعات ہیں ان میں حضرت عزیر کا نام ملتا ہے کہ ان کی تفصیل سے لگتا ہے کہ یہاں انہی کا ذکر ہے۔ پہلا واقعہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے متعلق ہے۔

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِي حَاجَّ إِبْرَاهِيمَ فِي رَبِّهِ (اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم!) کیا آپ نے دیکھا اس شخص کو (یا غور کیا اس شخص کے واقعہ میں) کہ جس نے بحث کی ابراہیمؑ سے اس کے رب کے بارے میں

تَـرَ کا لفظ 'رؤیت' سے دیکھنے کے معنی میں بھی آتا ہے اور یہ 'رائے' سے غور کرنا، نتیجہ نکالنا کے معنی میں بھی آتا ہے۔

أَنْ آتَاهُ اللَّهُ الْمُلْكَ وجہ یہ تھی کہ اللہ نے اس کو سلطنت دے رکھی تھی

اس کی حیثیت تھی تو وہ اس طرح کی گفتگو پر آمادہ ہو گیا۔ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زندگی کا ایک واقعہ ہے۔ عراق میں جو اُر شہر کے کھنڈرات ہیں وہاں ایک زمانے میں CHALDEAN EMPIRE (کلدانی سلطنت) تھی، یہیں حضرت ابراہیم کی ولادت ہوئی اور ان کا بچپن گزرا۔ اِن کا والد آزر، اُن کے سب سے بڑے بت خانے کا منتظم تھا اس لحاظ حضرت ابراہیم کا اونچی سوسائٹی میں آنا جانا تھا۔ حضرت ابراہیم کے بچپن اور جوانی کے بہت سارے واقعات میں سے ایک واقعہ یہاں ذکر کیا جا رہا ہے۔ اس وقت کلڈین ایمپائر کے بادشاہ نمرود

کہلاتے تھے۔ جیسے فرعون کسی ایک شخص کا نام نہیں ہے اسی طرح نمرود بھی کسی ایک بادشاہ کا نام نہیں ہے بلکہ وہ ایک DYNASTY، سلطنت یا خاندان کا نام ہے جو نمرود اور نمارده کہلاتے تھے۔ تو انہی نمارده میں سے اس زمانے میں جو نمرود بادشاہ تھا اس کے دربار میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پیشی ہوئی اور بادشاہ سے مکالمہ ہوا۔ جب انہوں نے بتوں کو توڑا تھا اسی کے متصل کہیں یہ واقعہ ہوا ہوگا کہ یہ ہمارے معبودوں کو مانتا نہیں ہے ان کو توڑتا ہے۔ پھر اللہ کے بارے میں وہاں ایک مکالمہ ہوا جس کا یہاں ذکر ہے۔ دراصل اس میں جو سبق پوشیدہ ہے وہ یہ کہ حق پرست اور موحد لوگ جو اللہ کو مانتے ہیں ان کا کبھی وقت کے سب سے بڑے جو بھی نمرود ہو سکتے ہیں فرعون ہو سکتے ہیں خدائی کے دعویدار ہو سکتے ہیں ان سے مقابلہ اور ٹکرا ہو جائے تو انہیں ہمت نہیں ہارنی چاہیے، انہیں ان سے مرعوب نہیں ہونا چاہیے بلکہ اللہ پر یقین رکھنا چاہیے۔ اللہ سب سے اوپر ہے اللہ کی توحید پر اور اللہ کی قدرت پر اور نصرت پر یقین رکھتے ہوئے ان کی خدائی کا انکار کرنا چاہیے۔ جیسے اوپر آیا ﴿فَمَنۡ یَّکۡفُرۡ بِالطَّاغُوۡتِ﴾ جو طاغوت کا انکار کرے گا جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کر کے دکھایا اسی طرح ہمیں بھی کرنا چاہیے۔ اور یہ جو نمرود نے حضرت ابراہیم سے اللہ کے بارے میں بحث کی، اللہ نے فرمایا حالانکہ ہم نے اسے سلطنت دے رکھی تھی یعنی یہ ایک طرح کا اس پر طنز ہے کہ وہ دنیا میں سلطنت اپنے ساتھ نہیں لایا بلکہ ساری کائنات ہم نے بنائی تھی اور ہم نے ہی اس کو ملک دیا تھا سلطنت دی تھی بادشاہی دی تھی اور ہمارے بارے میں ہی وہ بحث کر رہا تھا۔

اِذۡ قَالَ اِبۡرٰهٖمُ رَبِّیَ الَّذِیۡ یُحۡیٖ وَیُمِیۡتُ جب کہا ابراہیم نے: میرا رب تو وہ ہے جو زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے

یعنی میں اس کو رب مانتا ہوں کہ جو زندگی بخشتا ہے اور موت دیتا ہے۔

قَالَ اَنَا اُحۡیٖ وَاُمِیۡتُ اس پر نمرود بادشاہ بولا: میں بھی زندہ کرتا ہوں اور مارتا ہوں

یہ بھی کوئی مشکل کام ہے یہ میں بھی کر سکتا ہوں اور جو تفصیل روایات میں ہے کہ اس نے دو آدمیوں کو بلایا ایک آدمی وہ تھا جس کو سزائے موت ہوئی ہوئی تھی کہ آج کل میں اس کو پھانسی چڑھا دینا تھا اور دوسرا آدمی بے گناہ تھا۔ جس کو موت کی سزا ہوئی ہوئی تھی اس کو اس نے آزاد کر دیا

کہ دیکھو اس کو موت ہونی تھی میں نے اس کو زندہ کر دیا اور جس کا کوئی جرم نہیں تھا اس کو مار دیا کہ دیکھو میں جس کو چاہوں مار دوں۔ اب یہ بچے کی بھی سمجھ میں آنے والی بات ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے جو کہا تھا کہ میرا رب وہ ہے جو زندگی دیتا ہے اور موت دیتا ہے اس سے یہ مراد نہیں تھا لیکن بہر حال وہ چونکہ مکالمہ ایسا تھا اس لیے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پھر اس پر بحث نہیں کی۔ اگر وہ کوئی مناظرانہ محفل ہوتی تو اس پر بڑی بحث ہوسکتی تھی لیکن حضرت ابراہیم نے دیکھا کہ یہ کج حجتی پر آیا ہوا ہے لہٰذا حضرت ابراہیم نے دوسری گفتگو کی ہے اس پر کوئی اور سوال جواب نہیں کیا۔

قَالَ اِبْرٰهٖمُ فَاِنَّ اللّٰهَ يَاْتِيْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ حضرت ابراہیم نے کہا: اللہ سورج کو مشرق سے نکال کر لاتا ہے

اگر یہ بات تمہاری سمجھ میں نہیں آرہی تو دوسرا سوال یہ ہے کہ میرا رب وہ ہے جو سورج کو مشرق سے نکال کر لاتا ہے اور صدیوں سے نکال کر لا رہا ہے، اگر تو اللہ کو اپنا رب نہیں مانتا اور اپنی خدائی کا دعویدار ہے

فَاْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ تو تو سورج کو مغرب سے نکال کر دکھا

اس سوال پر وہ بھونچکا رہ گیا۔ صاف ظاہر ہے کوئی انسان چاہے کتنا ہی بڑا ہو جائے کتنا ہی اس کے دماغ میں خدائی کا خناس بھر جائے وہ یہ دعویٰ تو نہیں کرسکتا کہ آسمان زمین میرے اختیار میں ہے۔ زمین کے کسی حصے پر تو وہ دعویٰ کرسکتا ہے کہ یہ علاقہ میرا ہے یہ میری رعیت ہے میرا کہنے مانیں گے لیکن آسمان پر اور چاند اور ستاروں پر وہ حکم کا دعویٰ نہیں کرسکتا

فَبُهِتَ الَّذِيْ كَفَرَ لہٰذا جس نے کفر کیا تھا وہ بھونچکا رہ گیا

اس پر وہ لاجواب ہوگیا کوئی جواب نہیں آیا۔

وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝۲۵۸ اور اللہ تعالیٰ ایسے ظالموں کو (زبردستی) ہدایت نہیں دیتا

مطلب یہ کہ اگر وہ چاہیں تو بہ کرلیں تو راستہ کھلا ہے ہدایت دے دے گا لیکن کوئی چاہے ویسے کا ویسا ہی رہے اور ہدایت بھی مل جائے تو یہ ممکن نہیں ہے راستہ کھلا ہے بشرطیکہ وہ راستے پر آنا چاہیں۔

دوسرا واقعہ حضرت عزیر علیہ السلام کا ہے۔ یہ تاریخ بنی اسرائیل میں بہت اہمیت رکھنے والے ہیں۔ ان کے ہاں جو ایک نشاۃ ثانیہ ہوئی جب حضرت سلیمان علیہ السلام کی حکومت قائم ہوئی، اس کے بعد پھر ایک زوال آیا ہے پھر وہ زوال اتنا گہرا ہوتا چلا گیا کہ جہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام رہتے تھے اسی علاقے کا ایک بادشاہ بخت نصر (Nebuchadnezzar) تھا۔ یہ تقریباً ساڑھے چار سو قبل مسیح کا واقعہ ہے کہ اس نے اپنی سلطنت پھیلانا چاہی اور پھیلاتے پھیلاتے بنی اسرائیل کے علاقہ فلسطین کو بھی فتح کرلیا۔ اس نے ہیکل سلیمانی کو بالکل مسمار کر دیا اور تقریباً ایک لاکھ یہودی ایک دن میں اس نے قتل کیے اور کئی لاکھ کو وہ غلام بنا کر لے گیا۔ جیسے مصر میں وہ کبھی غلام رہے تھے اسی طرح فلسطین سے غلام بنا کر یہ بغداد کے پاس عراق کے علاقے میں سارے یہودیوں کو لے آیا، فلسطین اور یروشلم شہر کو، جہاں بیت المقدس ہے، خالی کر دیا وہ بنجر ہو گیا اس میں کوئی زندگی کے آثار ہی نہیں رہے۔ یہاں یہ یہودی تقریباً ڈیڑھ سو سال تک غلامی کی زندگی میں رہے۔ اس غلامی سے انہیں نجات دلانے والا ایران کا ایک بادشاہ تھا جس کا نام عام طور میں تاریخ میں تو سائرس (Cyrus) کہا جاتا ہے لیکن قرآن مجید کی سورۂ کہف میں اس کا نام ذوالقرنین ہے۔ یہ ایران کی تاریخ کا وہی عظیم بادشاہ تھا جس کا اڑھائی ہزار سالہ جشن، 1971ء میں رضا شاہ پہلوی (جو خمینی سے پہلے ایران کا بادشاہ تھا) نے منایا تھا۔ جب ذوالقرنین (سائرس) کا دور آیا وہ بہت نیک بادشاہ تھا، قرآن مجید میں بھی اس کا بہت ہی اچھے انداز میں ذکر ہے۔ اور اس نے جب ایران کی حکومت سنبھالی تو عراق کا علاقہ فتح کیا اور وہاں دیکھا کہ یہ بنی اسرائیل غلام بنے ہوئے ہیں، ان سے بیگار لی جا رہی ہے، اور ویسے بھی دشمن کا دشمن دوست ہوتا ہے، اس نے جب بخت نصر کی حکومت ختم کی تو بنی اسرائیل کو اجازت دے دی کہ تم یہاں سے اپنے وطن چلے جاؤ وہ علاقہ بھی تمہیں بخش دیا گیا ہے اور وہاں کر تم اپنا شہر دوبارہ آباد کرو۔ یہ جوان کا غلامی اور اسیری کا دور ہے، اس کے دوران یہ واقعہ پیش آیا کہ حضرت عزیر علیہ السلام ہیں یروشلم شہر کے پاس سے گزرے جو بخت نصر نے تباہ کر دیا تھا، انہوں نے دیکھا کہ سارا ہیکل سلیمانی گرا پڑا ہے مکان گرے پڑے ہیں کوئی رہنے والا ہی نہیں ہے سب کے سب غلام بنا کر لے جائے گئے ہیں تو ان کی زبان پر ایک جملہ آیا کہ اے اللہ! یہ مردہ شہر دوبارہ کبھی زندہ بھی ہو سکتا ہے دوبارہ کبھی آباد بھی ہو گا؟ بڑی برکتوں

والا یہ شہر ہے جہاں اے اللہ تیرے بڑی شان والے نبی رہے، یہ مردہ ہوگیا ہے ویران ہوگیا ہے تو یہ کبھی دوبارہ بھی آباد ہوسکے گا؟ اس پر اللہ تعالیٰ نے حضرت عزیر علیہ السلام کے سامنے اس حقیقت کو واضح کرنے کے لیے کہ اللہ تعالیٰ چاہے تو ہوسکتا ہے، ان کو سوسال کے لیے موت دے دی۔ ان کے پاس ایک سواری کا گدھا تھا اس پر کھانے پینے کا سامان تھا۔ یہ سوسال ان کی قوم غلامی کے دور میں رہی اور وہ وہاں اللہ کے حکم سے سوئے رہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت عزیر کو سوسال کے بعد دوبارہ زندہ کیا، جگایا کہ اٹھو ذرا دیکھو۔ تو حضرت عزیر علیہ السلام نے اٹھ کر دیکھا۔ اللہ نے ان سے پوچھا کہ کتنا سوئے ہو، کوئی اندازہ ہو رہا ہے؟ انہوں نے کہا: ایک دن سویا ہوں یا آدھا دن، مجھے تو اتنا ہی احساس ہو رہا ہے۔ اللہ نے فرمایا: بلکہ تم سوسال سے یہاں سوئے رہے ہو تمہیں پتہ ہی نہیں چلا اور پھر فرمایا تمہارا گدھا جو مر کر بالکل Fossilized ہو چکا ہے ہڈیاں بھی اس کی ختم ہو چکی ہیں، دیکھو ہم تمہارے سامنے کس طرح زندہ کرتے ہیں اور اسی طریقے پر ہم اس شہر کو بھی زندہ کر کے دکھا دیں گے۔ اور پھر ایسا ہی ہوا۔ حضرت عزیر علیہ السلام نے عراق کی طرف سفر کیا اور جس شہر میں ان کی قوم تھی وہاں آئے اپنی قوم میں محنت کی اور پھر سائرس نے جب وہاں حملہ کیا تو حضرت عزیر کو اپنی قوم ساتھ لے جانے کی اجازت مل گئی۔ وہ یروشلم میں واپس آ گئے وہاں ہیکل سلیمانی تعمیر کیا، عبادت گاہ تعمیر کی اور شہر کو دوبارہ آباد کیا۔ گویا حضرت عزیر کا جو سوال تھا اللہ نے اسے حقیقت بنا کے دکھا دیا۔ یہ دوسرا واقعہ ہے جو یہاں مذکور ہے۔

اَوْ كَالَّذِیْ مَرَّ عَلٰى قَرْیَةٍ یا اس شخص کو (آپ نے دیکھا/اس واقعے پر غور کیا) جس کا گزر ہوا تھا ایک شہر پر

وَّهِیَ خَاوِیَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا اور وہ شہر گرا پڑا تھا اپنی چھتوں پر

یہ شہر تباہ و برباد ہوا پڑا تھا اس کی چھتیں گری اور دیواریں گری پڑی تھیں زندگی کے کوئی آثار نہیں تھے۔ یہ یروشلم شہر ہے جہاں ہیکل سلیمانی (Temple of Solomon) عبادت گاہ تھی۔ حضرت عزیر وہاں سے گزرے تو ان کی زبان سے نکلا

قَالَ اَنّٰى یُحْیٖ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا اس نے کہا اس شہر کو اللہ کیسے زندہ کرے گا اس کے مردہ ہو چکنے کے بعد

یہ شہر اتنا ویران اور بے آباد پڑا ہے، لگتا نہیں ہے کہ یہ دوبارہ آباد ہوگا۔

فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهٗ تو اللہ نے انہیں سو سال کے لیے موت دے دی (سلا دیا) پھر اس کو دوبارہ زندہ کر دیا

آن واحد ہی میں یہ سو سال گزار دیے،

قَالَ كَمْ لَبِثْتَ اللہ نے پوچھا: ذرا بتاؤ کتنا عرصہ سوئے رہے ہو؟

قَالَ لَبِثْتُ يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ انہوں نے کہا: ایک دن یا دن کا بھی کوئی حصہ سویا ہوں

مجھے تو ایسا ہی لگ رہا ہے اس سے زیادہ مجھے محسوس نہیں ہو رہا۔

قَالَ بَلْ لَّبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ اللہ نے فرمایا: بلکہ تم سو سال سوئے رہے ہو

فَانْظُرْ اِلٰى طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ يَتَسَنَّهْ دیکھو تمہارا کھانا اور پانی (اور مشکیزہ) وہ کچھ بھی خراب نہیں ہوا

جوں کا توں ہے کھانا خراب نہیں ہوا، جس کو اللہ نے بچانا چاہا وہ بچ گیا۔

وَانْظُرْ اِلٰى حِمَارِكَ اور دیکھو اپنی سواری کے گدھے کی طرف

وہ تو مردہ ہو چکا ہے اس کی ہڈیاں بھی گل سڑ چکی ہیں

وَلِنَجْعَلَكَ اٰيَةً لِّلنَّاسِ اور ہم چاہتے ہیں کہ آپ کو دنیا کے لیے ایک نشانی بنا دیں

ہم اس واقعہ کو چونکہ ایک نشانی بنانا چاہتے ہیں لہٰذا ہم تمہاری آنکھوں کے سامنے اس کو زندہ کیے دیتے ہیں

وَانْظُرْ اِلَى الْعِظَامِ اور دیکھو اس کی ہڈیوں کی طرف

كَيْفَ نُنْشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوْهَا لَحْمًا کیسے ہم ان کو ابھار کر جوڑتے ہیں پھر ان کو پہناتے ہیں گوشت

فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗ جب اس کے لیے بات واضح ہوگئی

جب وہ گدھا صحیح سالم ہو کر ان کے سامنے آ کھڑا ہو گیا جیسے مالک کو پہچانتا ہے۔

قَالَ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲۵۹﴾ انہوں نے کہا مجھے یقین ہے کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے

وہ جملہ جو حضرت عزیر علیہ السلام کی زبان سے نکلا تھا وہ تو ایک استعجابیہ جملہ تھا لیکن اللہ نے پورا کر دیا کہ دیکھو تمھیں شک نہیں ہونا چاہیے، استعجاب نہیں ہونا چاہیے۔

تیسرا واقعہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زندگی کا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ سے سوال کیا کہ اے اللہ تو مردوں کو کیسے زندہ کرے گا؟ اللہ نے پوچھا کہ آپ تو پیغمبر ہیں آپ کو یقین نہیں ہے کہ میں زندہ کروں گا؟ انہوں نے عرض کی کہ یقین تو ہے لیکن میں دل کا اطمینان چاہتا ہوں۔ یہ آج کے دور میں بھی یہ بات کہی جاتی ہے کہ ہم اللہ کا حکم مانتا ہیں لیکن ساتھ اگر دل کا اطمینان بھی ہو جائے اس کی حکمتیں بھی واضح ہو جائیں تو پھر انسان کو اعلیٰ درجے کا یقین حاصل ہو جاتا ہے۔ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ سوال کیا تو یوں سمجھئے کہ بعد آنے والے لوگوں کے لیے ایک مشکل آسان کر دی کہ وہ بھی یہ سوال کر سکتے ہیں اور اپنے دل کا اطمینان اس یقین کے باوجود حاصل کرنے کا حق رکھتے ہیں۔

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ	اور یاد کرو جب کہا تھا ابراہیم نے
رَبِّ اَرِنِيْ كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتٰى	اے میرے رب تو مجھے دکھا کہ کیسے تو مردوں کو زندہ کرے گا
قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ	اللہ نے فرمایا کہ کیا آپ کو یقین نہیں ہے
قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِيْ	انہوں نے عرض کی: یقین تو ہے لیکن میں تو دل کا اطمینان چاہتا ہوں

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اس سوال کا بھی ایک انداز تھا۔ انداز انداز میں فرق ہوتا ہے۔ ایک سوال اس طریقے پر ہوتا ہے جیسے نمرود نے کیا، اُس سوال میں ٹیڑھ پن ہوتا ہے اس کے انداز سے لگتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو دھتکار دے گا۔ ایک حضرت ابراہیمؑ کا بھی سوال ہے کہ اے اللہ! تو مجھے دکھا دے کہ کیسے زندہ کرے گا، میرا ایمان تو ہے لیکن دل کا اطمینان چاہیے۔ اب سوال سوال میں فرق ہے اُس سوال کو اللہ نے ردّ کر دیا اور اِس سوال کے جواب میں اللہ نے پوری وضاحت کر دی یعنی کوئی نیک نیتی سے اگر بات سمجھنا چاہتا ہے دل میں کھوٹ نہیں ہے کوئی اعتراض کرنے کی نیت نہیں ہے کوئی اللہ کی نافرمانی کا جذبہ نہیں ہے پھر اگر کوئی سمجھنے کی بات کرے کوئی Genuine case ہے تو اللہ تعالیٰ اس کا کوئی جواب، satisfaction، تسلی کرا دیتا ہے۔

قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّيْرِ تواللہ نے فرمایا (اے ابراہیم!) تم چار پرندے لے لو

فَصُرْهُنَّ اِلَيْكَ اوران کو اپنے سے مانوس کرلو

مختلف قسم کے پرندے لے کر ان کو اپنے سے مانوس کرلو ہلالو جیسے گھر میں کبوتر یا مرغیاں پالتے ہیں جب ان کو ذرا سی آواز لگائی جائے تو وہ سارے جمع ہوجاتے ہیں۔اسی طرح ان چاروں پرندوں کو اپنے ساتھ ہلالو، عادی بنالو پھران چاروں کو ذبح کرواوران کا گوشت قیمہ کر کے مکس کردواوران کو جو مختلف پہاڑ تمہارے سامنے ہیں ان پر رکھ آؤ کچھ ٹکڑے ادھر کچھ ادھر رکھ آؤ پھران کو بلاؤ جیسے پہلے بلاتے ہو وہ سارے پرندے زندہ ہوکر تمہارے پاس آجائیں گے۔ یہ گویا کہ وضاحت ہوگئی کہ ایسے اللہ زندہ کرے گا قیامت کے دن

ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰى كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا پھر ہر پہاڑ پر ان پرندوں کے ٹکڑے رکھ آؤ

ثُمَّ ادْعُهُنَّ پھران کو پکارو

جیسے اپنے پالتو پرندوں کو پکارتے ہیں

يَاْتِيْنَكَ سَعْيًا وہ پرندے زندہ ہوکر بھاگتے ہوئے تمہارے پاس آجائیں گے

وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿٢٦٠﴾ اور جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ زبردست ہے حکمت والا ہے

وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے جو وہ چاہتا ہے کر گزرتا ہے یعنی اس کی قدرت میں اور اختیار میں کسی قسم کے شک وشبہے کی گنجائش نہیں ہے۔

وہ قوم ہی قائد ہے فاتح ہے جہاں میں
جس قوم کے اخلاق کی چلتی رہے تلوار
اس قوم کی دنیا میں نہیں کچھ بھی حقیقت
جس قوم کے کردار کا گھٹ جاتا ہے معیار

قسط 9

سائنس اور مذہب میں مقاربت و مغایرت

انجینئر فیضان حسن
(پی ایچ ڈی سکالر، فیصل آباد)

(د) کوانٹم (Quantum) تھیوری اور انکار ملائکہ

کوانٹم نظریہ یا نظریۂ میکانیات کے مطابق توانائی غیر مخلوط اکائیوں میں پائی جاتی ہے، جو صرف صحیح عددوں میں ہوتی ہے۔ ہر ایک اکائی کوانٹم کہلاتی ہے۔ مثلاً برق مقناطیسی لہریں مسلسل سفر کرنے کی بجائے لہروں کے پیکٹس یا بنڈلوں کی صورت میں سفر کرتی ہیں۔ یہ کوانٹم نظریے کا ایک پہلو ہے۔ دوسرا اہم پہلو کوانٹم میکانیات ہے۔ برطانوی ریاضی دان سر آئزک نیوٹن نے اجسام کی حرکت کے بارے میں تین کلیے پیش کیے تھے، جن کے مطابق کسی مادّی جسم کی پوزیشن، کمیّت اور رفتار حتمی طور پر پیمائش کی جاسکتی ہے۔ جسے ہم نیوٹونین میکانیات کہتے ہیں۔ اِس کے مقابلے میں کوانٹم میکانیات ہے اور دونوں میں بنیادی فرق یہ ہے کہ نیوٹونین میکانیات سے ہم ذرات کی پوزیشن کمیت رفتار اور اِسراع کو حتمی طور پر ناپ سکتے ہیں یا ان کی حتمی پیمائش ممکن ہے۔ یہ مفروضہ صحیح بھی ہے کیونکہ جہاں تک ہماری روزمرہ زندگی میں اِن پیمائشوں کا تعلق ہے وہ صحیح اور متحرک اجسام کے رویے کی ترجمانی کرتی ہیں اور جن پیمائشوں کا ہم مشاہدہ کرتے ہیں وہ ٹھیک ہیں۔

کوانٹم نظریہ بھی مشاہدے میں آنے والی مقداروں میں تعلق پیدا کرتا ہے لیکن یہ ذرات کی پیمائش یا ان سے بڑے اجسام کے لیے تو ٹھیک ہے مگر جہاں تک اِن پیمائشوں کا ایٹمی سطح تک کا تعلق ہے وہ قابل مشاہدہ مقداروں میں غیر یقینی اصول کو داخل کر دیتا ہے۔ درحقیقت کوانٹم

میکانیات آسٹریا کے رہنے والے سائنسدان اروِن شروڈنگر اور جرمنی کے رہنے والے ورنر ہائزن برگ کے علاوہ اور بھی دوسرے اہم سائنسدانوں کی کاوش کا نتیجہ ہے۔ غیر یقینی اصول کو ''ہائزن برگ اصول'' بھی کہتے ہیں۔ اس اصول کے تحت کسی مادّے ذرے کی پوزیشن اور معیار حرکت یا مقدارِ حرکت کی ایک ہی وقت میں پیمائش نہیں کر سکتے وہ مقداریں جو کوانٹم میکانیات ہمیں دیتی ہیں وہ احتمالی ہیں۔ مثال کے طور پر ہائیڈروجن ایٹم کے الیکٹرون کے مدار کا نصف قطر ایٹمی ساخت کے لحاظ سے اس کی زمینی سطح پر ($5x10^{-8}$) میٹر ہے۔ مگر کوانٹم میکانیات کے مطابق یہ نصف قطر کی محض احتمالی قیمت ہے اگر اِس کی تصدیق کے لیے ہم کوئی تجربہ کریں اور وہ تجربہ بار بار دہرائیں بھی تو ہم نصف قطر کی مختلف قیمتیں حاصل کریں گے کبھی کم اور کبھی زیادہ۔ لیکن قیمت جو احتمالی ہوگی وہ ضرور ($5x10^{-8}$) میٹر ہی ہوگی۔ ابتدا میں کوانٹم نظریات کو کوئی اہمیت نہ دی گئی اور کہا گیا کی شاید یہ نیوٹونین میکانیات کو ہی بدل دے لیکن بعد میں یہ بات واضح ہوگئی کہ حقیقت میں نیوٹونین میکانیات کچھ نہیں محض کوانٹم میکانیات کا تخمیناً ترجمہ ہے۔ 1930ء کے ابتدائی دور میں کوانٹم میکانیات کا اطلاق ایٹموں (جوہروں) سالموں اور مادّے کی اصلیت کو ٹھوس مادّی حالت میں سمجھنے کے علاوہ کائنات کے اندر تبدیلیوں اور ان سے متعلق کئی مسائل حل کرنے میں خاصا معاون ثابت ہوا۔

کوانٹم نظریے کو صحیح طور پر جاننے کے لیے ایٹم کی ساخت کا جاننا بھی ضروری ہے۔ اس کا مختصراً جائزہ پیش کیا جاتا ہے:۔

ایٹم کی ساخت:

سائنس کے طالب علم بخوبی واقف ہیں کہ کائنات کا تمام مادہ ایٹموں پر مشتمل ہے۔ خواہ وہ گیس مائع یا ٹھوس کی شکل میں ہو۔ ایک ایٹم (جوہر) کا اندازاً قطر کم سے کم 10^{-8} سینٹی میٹر اور زیادہ سے زیادہ $5x10^{-8}$ سینٹی میٹر تک ہوسکتا ہے۔ ہر ایٹم کا ایک مرکزہ ہوتا ہے جس کا قطر 10^{-3} سے 10^{-10} سینٹی میٹر تک ہوسکتا ہے۔ ایٹم مادّے کا چھوٹے سے چھوٹا ذرّہ ہے مگر اِس کے تین بنیادی ساختی اجزا بھی ہیں، جنہیں الیکٹران، پروٹان اور نیوٹران کہتے ہیں۔ ایٹم کے مرکزے میں دو قسم کے بنیادی ذرات پروٹان اور نیوٹران ہوتے ہیں۔ پروٹان پر مثبت برق (بار) اور

نیوٹران پر کوئی برق نہیں ہوتی۔ اس برق کو عموماً چارج کا نام دیا جاتا ہے۔ پروٹان کا وزن نیوٹران کے وزن کے برابر ہوتا ہے۔ جو کہ $1.6x10^{-24}$ گرام ہے اور یہ ہائیڈروجن کے ایٹم کے وزن کے برابر ہوتا ہے۔ ڈنمارک کے رہنے والے ایک سائنسدان نیلز بوہر نے ایٹم کا نظریہ 1913ء میں پیش کیا جس کے مطابق مرکزے کے اِردگرد خاص مداروں میں الیکٹران گردش کرتے ہیں۔ اگرچہ یہ اہم نظریہ ہے مگر اس میں اِصلاح اردون شروڈنگر اور ورنر ہائزن برگ نے کی۔ الیکٹران بہت ہی ہلکا ذرہ ہوتا ہے اور اس پر منفی بار ہوتا ہے۔ اس کا وزن پروٹان کے وزن کا 1836/1 حصہ ہوتا ہے اس لئے ہر ایٹم کا وزن صرف پروٹان اور نیوٹران کے مجموعی وزن کے برابر ہوتا ہے۔ کسی ایٹم میں پروٹان یا الیکٹران کی تعداد کو جوہری عدد (Atomic Number) اور پروٹان اور نیوٹران کی تعداد کے مجموعے کو ایٹمی وزن (Atomic Weight) کہتے ہیں۔ برقی لحاظ سے ایٹم خود نیوٹرل ہوتا ہے۔

کوانٹم نظریہ اور کائنات کا انجام:

ماہرین فلکیات کہتے ہیں کہ جب یہ کائنات اپنے انجام کو پہنچ جائے گی تو اس کی تخلیق کا دوسرا فیز شروع ہو جائے گا موجودہ کائنات کا تمام مادہ آخر کار ایک سیاہ شگاف میں بدل جائے گا۔

اضافیت کا نظریہ عمومی اس کا کوئی حتمی جواب نہیں دیتا اور نہ ہی کوئی ایسا تجربہ معلوم ہوا ہے کہ جس کے ذریعے یہ معلوم کیا جاسکے کہ سیاہ شگاف کے اندر کون سی تبدیلیاں رُونما ہو رہی ہیں۔ تاہم اضافیت کے نظریے عمومی کے تحت کائنات کا انہدام جاری رہے گا اور اس انہدام کو کوئی چیز روک نہ سکے گی۔ لیکن کوانٹم نظریے کے تحت کائنات کا حتمی انہدام نہیں ہوگا بلکہ یہ ایک خاص نقطے پر جا کر تھم جائے گی۔ یعنی کوانٹم اثرات سامنے آئیں گے اور حتمی خاتمے کو روکیں گے کچھ اس قسم کی صورتحال کا سامنا ایٹم کے بوہر نظریے سے پہلے طبیعات دانوں کو تھا۔

چونکہ ایٹم کی ساخت کا سب سے پہلا نظریہ 1913ء میں نیلز بوہر نے متعارف کرایا تھا۔ اس وقت کے سائنسدانوں کے سامنے جو مسئلہ تھا وہ یہ تھا کہ الیکٹرک چارجز میں باہمی کشش کیا ہے اور کسی ذرّے کی حرکت کے بارے میں بھی کچھ معلوم نہ تھا۔ جس کے نتیجہ میں انھوں نے کہا کہ مادہ جس کا آج ہمیں ادراک ہے وجود ہی نہیں رکھتا۔ کیونکہ مادہ ایٹموں پر مشتمل ہوتا ہے۔

اور تمام ایٹموں کو مثبت برق بردار ذرات اور منفی برق بردار ذرات کی باہمی کشش کے نتیجہ میں تباہ ہو جانا چاہیئے۔ لیکن ایسا نہیں ہوتا۔ آخر کیوں؟

چنانچہ اس کا حل بھی کوانٹم نظریے نے ہی دیا۔ وہ کیسے؟ کوانٹم کے عمل کا وجود کسی حلقہ عمل یا خطے کے بہت ہی چھوٹے پن پر چند پابندیاں عائد کرتا ہے۔ جس خطے میں کوئی مادّی ذرہ مقید کر دیا جائے اور وہ کسی خاص رفتار پر حرکت کر رہا ہو تو ذرے کو مقید کرنے والا خطہ جتنا چھوٹا ہوگا اتنا ہی وہ ذرہ تیزی سے حرکت کرے گا۔ حتیٰ کہ اس کی حرکی توانائی اتنی زیادہ ہو جائے گی کہ وہ ذرہ تمام رکاوٹیں توڑ کر قید سے باہر نکل جائے گا۔ کوانٹم نظریے کے مطابق اگر ایک الیکٹران کو پروٹان کی سمت چھوڑا جائے یا ٹکرایا جائے تو وہ منہدم نہیں ہوگا بلکہ وہ اس کے برعکس کسی غیر مخصوص یا غیر مقررہ (Random) سمت میں پھینک دیا جاتا ہے جیسا کہ کسی کھردری سطح سے ربڑ کی گیند ٹکرا کر کسی غیر مقرر سمت میں اُچھلے گی۔ بعینہٖ اِن الیکٹرانز کا حال ہے جو پروٹان سے ٹکرا کر بکھر جاتے ہیں۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ الیکٹران کی سمت کیسے متعین ہو؟ چونکہ کوانٹم نظریہ پروٹان اور الیکٹران کی باہمی کشش کو تفصیل سے واضح نہیں کرتا اس لئے الیکٹران کی صحیح سمت کی پیش گوئی کرنے کے لیے صرف احتمال (Probability) ہی ہوسکتا ہے کہ الیکٹران پروٹان سے ٹکرا کر کس سمت کا رخ کرے گا یا کس سمت میں حرکت کرے گا۔ چنانچہ ایٹم کے اردگرد گھومنے والے الیکٹران کی حرکت میں یہ غیر یقینی ہی کوانٹم نظریے کا بنیادی اصول یا امتیازی نشان ہے۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے کوئی شہد کی مکھی اپنے چھتے کے اِردگرد بھنبھنائے اور مشاہدہ کرنے والے کے لئے اِس کی حرکت کی سمت کا تعین کرنا مشکل ہو۔ کوانٹم نظریے کے مطابق بلیک ہول میں دوبارہ دھماکہ ہوگا اور نئی کائنات پھیلنا شروع کردے گی۔

کائنات کی جب دوبارہ تخلیق ہوگی تو جس طرح گیند کی سمت یا مکھی کی سمت متعین نہیں کی جاسکتی اسی طرح یہ پیش گوئی کرنا نہایت مشکل ہے کہ کائنات کے پھیلاؤ کا نیا دور کیسا ہوگا۔ اگر تمام عوامل معلوم ہوں جیسا کہ نیوٹن نظریے سے ممکن ہے تو پھر مستقبل میں کائنات کے پھیلاؤ کے ادوار ہماری موجودہ کائنات کے مشابہ ہوں گے اور جو واقعہ اس وقت رونما ہو چکا ہے یا آئندہ ہوگا وہ مستقبل کی کائنات میں بار بار اِسی ترتیب سے ہوگا لیکن کوانٹم نظریے کے مطابق حتمی فیصلہ کرنا

مشکل ہے۔اس لئے یہ نظریہ تعینی نہیں ہے، یہ محض احتمالات ہی دے سکتا ہے کہ کائنات ایسی ہوگی یا ویسی ہوگی۔اس کا مطلب یہ ہوا کہ دوبارہ تخلیق شدہ کائنات میں یا ہر آنے والی کائنات کے پھیلاؤ دور میں ستاروں، کہکشاؤں، سیاروں اور تمام جاندار اشیا کا جنرل پیٹرن بار بار وہی دہرایا جائے گا لیکن یہ کہنا مشکل ہے کہ ماسوائے مادّے کے بنیادی ذرات مثلاً الیکٹران پروٹان، نیوٹران جوہروں، سالموں کے کوئی منفرد واقعہ یا شے وہی ہوگی جو اس وقت موجود کائنات میں ہے۔مطلب یہ کہ دوبارہ تخلیق شدہ کائنات کے خدوخال کے متعلق پیش گوئی کرنا مشکل ہے۔ بالکل اِسی مثال کی طرح کہ ایک مرغی جب انڈے دیتی ہے تو انڈوں کی ظاہری شکل وصورت ایک جیسی ہوتی ہے تمام انڈوں میں زردی اور سفیدی بھی ایک ہی خواص کی حامل ہوتی ہے لیکن بظاہر ایک جیسے دو انڈوں سے نکلنے والے چوزوں کے خواص مختلف ہوں گے یعنی ان کے بال وپر رنگ وغیرہ مختلف ہو سکتے ہیں اِن چوزوں کے خواص انڈوں کے خلیوں میں موجود (DNA) میں پروگرام کیے ہوتے ہیں جو نسل در نسل چلتے ہیں۔جس طرح دو چوزوں کے خدوخال آپس میں نہیں ملتے اِسی طرح نوزائیدہ کائنات کے خدوخال بھی مختلف ہوں گے۔ مثلاً نئ تخلیق شدہ کائنات میں ستارے تو ہوں گے لیکن عین ممکن ہے کہ ہمارے سورج جیسے ستارے نہ ہوں اور جاندار اشیاء بھی ہوں، مگر ہم جیسے انسان نہ ہوں۔

مندرجہ بالا بحث سے یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ زندگی تو ہوگی لیکن کسی دوسری شکل میں ہوسکتی ہے اور عین ممکن ہے کہ یہی زندگی بعد از موت ہو، جس کا وعدہ قرآن حکیم میں اللہ نے اپنے بندوں سے کیا۔ ماہرین کائنات کے مطابق یہ زندگی بار بار نمودار ہوگی لیکن ایسی نہ ہوگی جیسی کہ موجودہ کائنات میں ہے۔ چونکہ کائنات کے ہر پھیلاؤ کی ابتدائی شرائط بدل جائیں گی اور کائنات کے پھیلاؤ کے دو فیز آپس میں متشابہ نہ ہوں گے کائنات کا انہدام اور زندگی بعد از موت کا ثبوت تو قرآن کی آیات سے بھی ملتا ہے۔

قَالَ فِيهَا تَحْيَوْنَ وَفِيهَا تَمُوتُونَ وَمِنْهَا تُخْرَجُونَ (الاعراف:25)

”فرمایا کہ اسی میں تمہارا جینا ہوگا اور اسی میں مرنا اور اسی میں سے (قیامت کو زندہ کرکے) نکالے جاؤ گے۔“

مِنۡهَا خَلَقۡنٰكُمۡ وَفِيۡهَا نُعِيۡدُكُمۡ وَمِنۡهَا نُخۡرِجُكُمۡ تَارَةً اُخۡرٰى (طٰہٰ:55)

''اسی (زمین) سے ہم نے تم کو پیدا کیا اور اسی میں تمہیں لوٹائیں گے اور اسی سے دوسری دفعہ نکالیں گے۔''

وَاللّٰهُ اَنۡۢبَتَكُمۡ مِّنَ الۡاَرۡضِ نَبَاتًا ثُمَّ يُعِيۡدُكُمۡ فِيۡهَا وَيُخۡرِجُكُمۡ اِخۡرَاجًا (نوح:18-17)

''اور اللہ ہی نے تم کو زمین سے پیدا کیا ہے پھر اسی میں تمہیں لوٹا دے گا اور (اسی سے) تم کو نکال کھڑا کرے گا''۔

ماہرین فلکیات کا اندازہ ہے کہ ہر کائنات کی تخلیق اور پھیلاؤ کا دور یا فیز 80 بلین سالوں پر محیط ہوگا اور یہ بات بڑی حیران کن ہے کہ جب کائنات سکڑاؤ کے فیز میں ہوگی تو یہ اتنی سکڑ جائے گی کہ اس کا نصف قطر نا قابل یقین حد تک چھوٹا (One hundredth of a trillionth of a centimiters) ہوجائے گا بلکہ ایسا نصف قطر یا نقطہ تو انسانی آنکھ سے دیکھنے میں قاصر ہے اور اِسی نقطے سے کائنات دوبارہ جنم لے گی۔ اس وقت ان باتوں کا سائنس کے پاس حتمی جواب موجود نہیں لیکن نظریات جنم لے رہے ہیں اور عین ممکن ہے کہ آنے والے وقتوں میں ان کا حتمی جواب مل جائے۔

کوانٹم تھیوری اور انکارِ ملائکہ:

کوانٹم تھیوری اور انکارِ ملائکہ پر بحث کرنے سے پہلے ملائکہ کا مختصر تعارف، قدیم مذاہب میں تصورِ ملائکہ اور اِسلام میں تصورِ ملائکہ اور ان کے فرائض و مناصب کے حوالے سے تفصیل درج ذیل ہے:

ملک بمعنی فرشتہ کی جمع: الکسائی کے مطابق یہ لفظ دراصل (مالک) بتقدیم الہمزہ مشتق از ''الک'' ہے (آلوک) کے معنی رسالت اور پیغام رسانی کے ہیں پھر لام کو ہمزہ سے مقدم کر کے اِسے (ملاک) پڑھا جانے لگا اور کثرتِ استعمال سے ہمزہ گرا دیا گیا اور اس صورت میں یہ لفظ ملائکہ اور ملائک ہوگیا۔ لفظ ملائکہ کا واحد (ملک) ہے جس کا اطلاق فرشتے پر ہوتا ہے اور اِس کے لغوی معنی قاصد اور پیغام رساں کے ہیں۔ اِسی لئے قرآن میں ملائکہ کے لئے لفظ ''رُسل'' بھی

استعمال ہوا ہے۔

2۔ دیگر مذاہب میں تصورِ ملائکہ:

تمام مذاہبِ عالم بلکہ قدیم یونانی اور مصری فلسفے میں بھی اس نوع کی ہستیوں کا وجود تسلیم کیا گیا ہے۔

1۔ صابی مذہب کے پیرو، ان کو سیاروں اور ستاروں کی شکل مانتے ہیں۔

2۔ یونانی، مصری اور اسکندری فلسفے کی رُو سے عقول عشرہ (دس عقلوں) سے تعبیر ہیں۔ اِس کے ساتھ ہی نو آسمانوں میں بھی انھیں الگ الگ ذی ارادہ نفوس مانا گیا ہے۔

3۔ پارسی انھیں اشاسپند کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔

4۔ یہود کے نزدیک یہ ''کروبیم'' کہلاتے ہیں اور ان میں سے بعض کو وہ جبریل کے نام سے پکارتے ہیں۔

5۔ عیسائیوں کے نقطہ نظر سے بھی ان کے یہی نام ہیں اور ان میں سے بعض کو وہ جبریل اور روح القدس بھی قرار دیتے ہیں بلکہ ان کے نزدیک ان میں سے بعض (روح القدس) کو وہ خدا کا ایک جا قرار دے کر تثلیث کا رکن بھی مانا گیا ہے۔

6۔ ہندو مذہب میں وہ دیوتاؤں اور دیویوں کے نام سے معروف ہیں۔ زمانہ جاہلیت کے عرب اِن کو خدا کی بیٹیاں قرار دیتے تھے۔ صائبین ان فرشتوں کی قربانی کے بھی قائل تھے اور وہ ان کے ہیکل تعمیر کرتے اور ان کو خدا کا مظہر جانتے تھے۔ دورِ جاہلیت کے عرب ان کو مؤنث سمجھتے تھے، ان کے عقیدے کے مطابق وہ خدا کی بیٹیاں تھیں ان کی پوجا بھی کی جاتی اور خدا کے دربار میں سفارشی بھی مانا جاتا تھا۔

3۔ قرآن اور تصورِ ملائکہ:

اسلام فرشتوں سے متعلق ان لوگوں کے عقائد کی نفی کرتا ہے اور ان کو باطل جانتا ہے اسلام کا موقف یہ ہے کہ فرشتے ربوبیت والوہیت کی ہر صفت سے محروم ہیں وہ ہرگز عبادت اور پرستش کے لائق نہیں، وہ نر اور مادہ کی جنسی تقسیم سے بھی مبرا ہیں۔ یہ وہ مخلوق ہے کہ جن کی عبادت و

بندگی انسان کو ہرگز زیبا نہیں ہے، وہ تعداد و شمار کے اعتبار سے ریاضی کے مقرر کردہ پیمانوں سے بالکل ماوراہیں۔ وَمَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ (المدثر:31)

''اور تمہارے پروردگار کے لشکروں کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔''

وہ اللہ کی اطاعت گزار مخلوق ہیں اور ان کا کام ہر آن اس کی عبادت کرنا ہے وہ اللہ اور اس کی مخلوقات کے درمیان ایک واسطہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے تمام امور کا نفاذ انھیں کے سپرد ہے اور وہی اس عالم کے وسیع و عریض معاملات کو بمنشائے الٰہی بہترین تدبر کے ساتھ چلا رہے ہیں۔ اس میں خود ان کے اپنے ذاتی ارادے اور مرضی کو کچھ دخل نہیں ہے۔

قرآن و احادیث مبارکہ میں ملائکہ کے جو فرائض بیان کئے گئے ہیں ان کو اختصار سے پیش کیا جاتا ہے:

1۔ ملائکہ اللہ کے احکامات انسانوں تک پہنچاتے ہیں لیکن اللہ کے احکامات میں ان کی منشا کا کوئی دخل نہیں۔ اللہ ہی تمام امور کا مرجع و مالک ہے۔ اس کی حکمرانی و انتظامات میں دخل نہیں دے سکتے اور الوہیت و ربوبیت کے شائبہ سے بھی پاک ہیں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ جَاعِلِ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا اُولِيْٓ اَجْنِحَةٍ مَّثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ يَزِيْدُ فِى الْخَلْقِ مَا يَشَآءُ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (فاطر:01)

''سب تعریف اللہ ہی کو (سزاوار ہے) جو آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا (اور) فرشتوں کو قاصد بنانے والا ہے جن کے دو دو اور تین تین اور چار چار پر ہیں۔ وہ (اپنی) مخلوقات میں جو چاہتا ہے بڑھاتا ہے۔ بیشک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔''

2۔ ملائکہ احکام خداوندی کا دنیا میں اجرا کرتے ہیں اور اللہ کے فرمان کے مطابق اس کے نیک بندوں کو راہِ حق پر ثابت قدم رہنے کی تلقین کرتے ہیں:

اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ (فصلت:30)

''جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے پھر وہ (اس پر) قائم رہے، ان پر

فرشتے اتریں گے (اور کہیں گے) کہ نہ خوف کرو اور نہ غمناک ہو اور خوشخبری ہو بہشت کی جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا خوشی مناؤ۔''

3۔ ہر انسان کی حفاظت کے لئے فرشتوں کو اس کے ساتھ مامور کیا گیا ہے۔

اَمْ یَحْسَبُوْنَ اَنَّا لَا نَسْمَعُ سِرَّھُمْ وَ نَجْوٰھُمْ بَلٰی وَ رُسُلُنَا لَدَیْھِمْ یَکْتُبُوْنَ (الزخرف:80)

''کیا یہ لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم ان کی پوشیدہ باتوں اور سرگوشیوں کو سنتے نہیں؟ ہاں ہاں (سب سنتے ہیں) اور ہمارے فرشتے ان کے پاس (ان کی سب باتیں) لکھ لیتے ہیں۔''

اِنْ کُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَیْھَا حَافِظٌ (الطارق:04)

''کہ کوئی متنفس نہیں جس پر نگہبان مقرر نہیں''

4۔ انسان کی آزمائش کرنے پر مامور اور اس کے عملوں کی جزا وسزا کا آرڈر اللہ کی طرف سے فرشتوں کو دیا جاتا ہے۔

وَاِنَّ عَلَیْکُمْ لَحٰفِظِیْنَ کِرَامًا کَاتِبِیْنَ یَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ (الانفطار:10-12)

''حالانکہ تم پر نگہبان مقرر ہیں عالی قدر (تمہاری باتوں کے) لکھنے والے جو تم کرتے ہو وہ اسے جانتے ہیں۔''

5۔ تمام انسانوں کی روح قبض کرنے پر حضرت عزرائیل علیہ السلام اور ان کے ساتھ مختلف فرشتے مامور ہوتے ہیں۔

فَکَیْفَ اِذَا تَوَفَّتْھُمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ یَضْرِبُوْنَ وُجُوْھَھُمْ وَاَدْبَارَھُمْ (محمد:27)

''تو اس وقت) (ان کا) کیسا (حال) ہوگا جب فرشتے ان کی جان نکالیں گے اور ان کے مونہوں اور پیٹھوں پر مارتے جائیں گے۔''

6۔ دنیا میں انسانوں اور قوموں کو عذاب دینے پر بھی مامور ہوتے ہیں۔

وَلَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰھِیْمَ بِالْبُشْرٰی قَالُوْٓا اِنَّا مُھْلِکُوْٓا اَھْلِ ھٰذِہِ الْقَرْیَۃِ

اِنَّ اَهۡلَهَا كَانُوۡا ظٰلِمِيۡنَ (العنکبوت:31)

''اور جب ہمارے فرشتے ابراہیم علیہ السلام کے پاس خوشی کی خبر لے کر آئے تو کہنے لگے کہ ہم اس بستی کے لوگوں کو ہلاک کر دینے والے ہیں کہ یہاں کے رہنے والے نافرمان ہیں۔''

4۔ حاصل کلام:

کوانٹم نظریہ کے مطابق توانائی غیر مخلوط اکائیوں میں پائی جاتی ہے جو صرف صحیح عددوں میں ہوتی ہے۔ ہر ایک اکائی کوانٹم کہلاتی ہے۔ مثلاً برق مقناطیسی لہریں مسلسل سفر کرنے کی بجائے لہروں کی پیکٹس یا بنڈلوں کی صورت میں یا کوانسٹا میں سفر کرتی ہیں۔ جبکہ قرآن و حدیث کی رُو سے ملائکہ کے متعلق یہ معلومات ملتی ہیں کہ

(1) وہ غیر مرئی اجسام کی ایسی مخلوق ہے جس کی تخلیق نور سے ہوئی۔

(2) ان کے پر ہوتے ہیں مگر دکھائی نہیں دیتے۔

(3) وہ دبیز سے دبیز پردوں میں سے گزر سکتے ہیں۔

(4) یہ اجسام لطیف اور ہوائی نوعیت کے ہیں۔

(5) مختلف شکلیں اختیار کرنے پر قادر ہیں اور آسمانوں پر سکونت پذیر ہیں۔

(6) ان کی تگ و تاز آسمان سے زمین اور پھر آسمان سے آگے کی بلندیوں تک ہے۔

فرشتے براہِ راست اللہ سے حکم پاتے ہیں اور اسی کے فیصلے اور منشا و اِرادہ کے تحت اسباب کے سلسلے کو مسببات کے ساتھ جوڑتے ہیں۔

مصادر و مراجع

۱) پروفیسر ڈاکٹر فضل کریم، کائنات اور اس کا انجام (قرآن اور سائنس کی روشنی میں)

۲) ابن منظور، محمد بن مکرم، لسان العرب

۳) اردو دائرہ معارف اسلامیہ

قصۂ جدید و قدیم

2

ڈاکٹر محمد رشید ارشد

مقصد زندگی کی تبدیلی

''عہدِ قدیم میں علم اور زندگی کا مقصد آخرت میں کامیابی تھا لیکن دورِ جدید میں علم اور زندگی کا مقصد صرف اور صرف دنیا میں کامیابی رہ گیا ہے''۔

یہ بات واضح ہے۔روایتی آدمی کا بڑا مسئلہ کیا تھا؟ salvation in here after آخرت میں نجات۔ اور جدید آدمی کا سب سے بڑا مسئلہ کیا ہے؟ progress here and now دنیا میں ترقی، دنیا میں آگے سے آگے بڑھنا۔یعنی فرد کے لیے بھی یہی آئیڈیل ہے قوموں کے لیے بھی یہی آئیڈیل ہے۔ ڈیویلپمنٹ بھی ایک بت ہے جس کو ہم پوج رہے ہیں تو development and progress یہ نئے بت ہیں جن کی ہم پوجا کر رہے ہیں۔اب دنیا ہی سب کچھ ہے تو دنیا ہی کو سجانا بنانا ہے اسی کو اچھے سے اچھا کرنا ہے اس کو آسائش والا بنانا ہے لیکن دیکھئے کہ یہ چورن انھوں نے ہمیں بیچا اور ہم نے بہت شکریے کے ساتھ اس کو کھا لیا اور کھائے چلے جا رہے ہیں۔ہم نے اس کو Prognotize کیا ہی نہیں کہ جی این پی، جی ڈی پی کی ایک دوڑ ہے۔آپ دیکھیں کہ فرسٹ ورلڈ، سیکنڈ ورلڈ، تھرڈ ورڈ۔ یہ فرسٹ ورلڈ کون لوگ ہیں؟ جہاں اچھے اخلاق کے لوگ ہیں اللہ سے ڈرنے والے لوگ ہیں۔سیکنڈ ورلڈ وہ ہے جہاں تھوڑے اخلاق برے ہیں اور اللہ سے تعلق کم ہے۔تھرڈ ورلڈ میں تو بالکل ہی فارغ لوگ ہیں، ایسے ہونا

چاہیے لیکن ایسا ہے نہیں۔ آپ دیکھیں کہ انھوں نے ورلڈز کس بنیاد پر بنائے ہیں؟ صرف مال کی بنیاد پر، ذرائع کی بنیاد پر کہ وہ developed ہیں، وہ developing ہیں اور وہ underdevelop ہیں۔ دنیا میں اس طرح کے طبقات پیدا کر دیے ہیں کہ یہ برہمن ہیں اور یہ ویش اور یہ شودر ہیں اور یہ اچھوت untouchable ہیں یہ دلت ہیں تو یہ untouchables ہیں۔ ہمارے جیسے مسکین لوگ تو جیسے اچھوت کے درجے پر ہیں۔ تو یہ انھوں نے ہم پر واضح کر دیا ہے کہ ہم پر ہر وقت دباؤ ہے کہ ایکسپورٹ بڑھانی ہے اور اِمپورٹ کم کرنی ہے۔ کابینہ میں ساری گفتگو یہی ہوتی ہے۔ یہی ہمارا سب سے بڑا مسئلہ بنا ہوا ہے۔ آپ دیکھ لیں کہ بس یہی گفتگو ہو رہی ہے اور دنیا ہے اور دنیا کی کامیابی اور اس میں آگے بڑھنا اور آگے نکلنا یہ مقصود ہے۔

معبود و معبد کی تبدیلی

''انسان خدا کی عبادت کرتا تھا اس کے لیے عبادت گاہ جاتا تھا۔ اب انسان خود اپنی عبادت کرنے لگا اور کسی عبادت گاہ میں جانے کی ضرورت نہ رہی''۔

یہ اسی کا مظہر ہے کہ خدا ہے اور خدا کے حوالے سے جو sacred spaces ہوتی ہیں وہاں آپ جائیں گے لیکن اب انسان اپنی عبادت کرتا ہے بلکہ اس سے آگے بڑھ کر اب جو cathedrals تھے وہ cathedral of consumption ہیں اب وہ بڑے بڑے شاپنگ مالز ہیں اور آپ دبئی جا کے مالز کو دیکھیں ایک عجیب صورت حال ہے جیسے لگتا ہے کہ ایک oboe of wonder کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے۔ جیسے وہ مختلف ملکوں کے پویلین بناتے ہیں اور جیسے ایک virtual reality کے ذریعے وہ آسمان پہ پتا نہیں کیا کچھ کرتے رہتے ہیں۔ تو آپ دیکھیں کہ وہ جو oboe of wonder تھا جو پہلے کہیں مسجد میں، خانقاہ میں، cathedral میں، synagogue میں جا کر جو ایک خاص طرح کی obb اور ایک دہشت سی طاری ہوتی تھی ایک تحیر کی کیفیت ہوتی تھی وہ اب شاپنگ مالز میں ہوتی ہے۔ علامہ اقبال نے کہا تھا کہ: ع ''گرجوں سے کہیں بڑھ کے ہیں بنکوں کی عمارات''۔ کبھی آپ دیکھیں کہ لاہور میں بھی ایسے hospitals ہیں آپ وہاں جائیں تو ڈر جائیں گے آپ کہیں گے کہ میں فائیو سٹار ہوٹل میں آ گیا ہوں۔ آپ کا کیا خیال ہے جو فائیو سٹار environment انھوں نے پیدا کی ہے وہ پھر

کہاں سے نکالیں گے؟ وہ آپ کی کھال اتار کے نکالیں گے۔ بندے مر بھی جائیں گے تو بھی پانچ پانچ دن وینٹی لیٹر پہ ان کو ڈالے رکھیں گے کہ ہر دن کا ایک لاکھ روپیہ ہم نے بنانا ہے۔ آپ کا کیا خیال ہے کہ یہ سب ویش مکیش فری میں آ جاتی ہے؟ یعنی ڈر نہیں لگتا ہمیں ایسے hospital میں جا کر یہ کیا ہو رہا ہے بھئی یعنی انسانی صحت یہ کس قیمت پر لی جا رہی ہے اور کس ماحول میں یہ سب کیا جا رہا ہے۔ تو آپ جو کہہ رہے ہیں کہ معبد میں نہیں جاتا ، وہ جاتا ہے لیکن وہ معبد اب یہ ادارے ہیں یہ stock exchanges ہیں یہ banks ہیں یہ shopping malls ہیں۔ اصل میں چونکہ خدا سرمایہ ہے اور سرمائے کی پوجا یہاں پر ہوتی ہے سٹاک ایکسچینج میں ہوتی ہے بینک میں ہوتی ہے شاپنگ مالز میں ہوتی ہے فیکٹری میں ہوتی ہے تو اب گویا معبد وہی ہیں۔

علومِ عقلیہ کو علوم نقلیہ پر فوقیت

پہلے انسان علومِ نقلیہ کو اہم، علومِ عقلیہ کو غیر اہم سمجھتا تھا علوم عقلیہ یعنی مال کمانے کے علم کو علوم کی تلچھٹ سمجھا جاتا تھا مال جمع کرنا، زیادہ سے زیادہ تمتع فی الارض کرنا غیر اخلاقی کام تھے۔ ہر تہذیب کے بڑے لوگ انبیاء، فلاسفہ، علماء سادہ فقیرانہ زندگی بسر کرتے تھے، فقر پر فخر کرتے تھے۔ یعنی وحی اور روایت کا علم سب سے اہم ہے انسان کا ساختہ، اس کی عقل کا پرداختہ علم گھٹیا ہے وہ کم تر ہے۔ آج صورت حال اس کے برعکس ہے۔ آپ دیکھیں کہ سیّدنا مسیح علیہ السلام نے انتہائی درویشی کی زندگی بسر کی اور آج ان کے نام لیوا دنیا کے ساتھ کیا معاملہ کر رہے ہیں۔ آپ کو اندازہ نہیں ہے کہ دنیا میں سب سے زیادہ financial activity اور capitalism کا سب سے بڑا اراج کب ہوتا ہے۔ مغرب میں سب سے زیادہ سودے، سب سے زیادہ چیزیں کب بیچی جاتی ہیں۔ کس کے نام پہ؟ کبھی غور تو کریں کہ یہ کرسمس کے موقع پر ہوتا ہے۔ ہمارے ہاں لوگ کہہ دیتے ہیں کہ جی وہاں کرسمس میں قیمتیں اتنی کم ہو جاتی ہیں ہمارے ہاں عید میں مہنگی ہو جاتی ہیں، وہ کتنے اچھے لوگ ہیں۔ لاحول ولاقوۃ اِلا باللہ۔ وہ تو انھوں نے پیغمبر کے نام کو سودا بیچنے کا ذریعہ بنا دیا۔ وہ کس آدمی کے نام پر کھیل کھیل رہے ہیں۔ یعنی دنیا میں پورے سال کی سب سے زیادہ عیاشی، سب سے زیادہ فضول خرچی ان دنوں میں ہوتی ہے، جو وہ اپنے خیال کے مطابق معاذ اللہ اپنے خدا کی یاد کے دن مناتے ہیں۔ آپ دیکھیں تو سہی وہ انسان کیا تھا؟ کیسے زندگی اس نے بسر

کی؟ اسی طرح ہر زمانے میں بڑے لوگ ایسے ہی ہوتے تھے۔ سقراط بھی ایک بہت ہی فقیر آدمی تھا۔ ہماری روایت یہ رہی ہے مگر اس کو اہمیت نہیں دی۔ ہم یہ نہیں کہہ رہے کہ مال کا ہونا کوئی بلا ہے یا کوئی ایسی بات ہے۔ نہیں ایسی بات نہیں ہے لیکن یہ فوکس نہیں ہے، کسی کو مال مل گیا تو اللہ کی نعمت ہے اس پہ شکر کرے وہ کوئی غلاظت نہیں ہے وہ بری چیز نہیں ہے۔

اب کیا ہوا کہ صرف علومِ عقلیہ اہم قرار پائے۔ سب سے اہم علم وہ جس سے سب سے زیادہ مال کمایا جا سکے۔ مذہب، علوم نقلیہ علوم کی تلچھٹ میں بھی شمار نہیں کیے گئے، انھیں علم کے دائرے سے باہر نکال دیا گیا۔ اعلیٰ معیاری عالی شان زندگی گزارنا اصل مقصد ہو گیا۔

کیا پڑھیں گے؟ کیا پڑھائیں گے؟ کبھی آپ غور کیجیے! ہم وہ قوم ہیں جو اصل میں اردو میڈیم ہیں، انگلش میڈیم تو ہم بن گئے۔ لیکن ہم اردو جانتے ہیں؟ ہم اردو لکھ سکتے ہیں؟ ہمارے لیے زبان عربی سیکھنا سب سے آسان ہے جو قرآن کی زبان ہے پیغمبر ﷺ کی روایات کی زبان ہے۔ اس کا سیکھنا ایک مذہبی عمل ہے۔ کتنے لوگ مائل ہوتے ہیں؟ اور آپ دیکھ رہے ہیں کہ ایسی منحوس زبان کہ جس کے نہ alphabets ہمیں پتا، نہ کوئی اس کی ترتیب کا ہمیں پتا۔ وہ آپ کے بچے بچے کو پڑھائی جا رہی ہے۔ چائنیز پڑھائی جا رہی ہے۔ کبھی آدمی سوچے کہ اللہ سے اتنی بڑی غداری اور بے وفائی ممکن ہے؟ لوگ اس بارے میں سوچتے نہیں ہیں۔ اللہ کی کتاب کی زبان سیکھتے ہوئے (میں سخت لفظ بول رہا ہوں کہ) ہمیں موت پڑ رہی ہے، ہمیں لگ رہا ہے کہ یہ اضافی بوجھ ہے۔ چھوٹے چھوٹے بچوں کو آپ نے چائنیز سیکھنے پہ لگا دیا۔ کس لیے؟ دنیا کے دو ٹکوں کے لیے۔ لاہور میں بڑا مشہور اسلامی سکول ہے وہاں parents کی میٹنگ ہوئی وہ اب بے چارے کہہ رہے ہیں کہ ایک اور زبان آپ کو سکھانی ہے۔ پوچھا کہ عربی؟ کہا: نہیں نہیں، چائنیز۔ یعنی وہ لوگ کہ جو اسلامک سکول اپنے بچے بھیجتے ہیں۔ میں بتا رہا ہوں باقی ایک veneer ہے ہماری داڑھیاں اور ٹوپیاں اور صافے یہ veneer ہے، مقصود ہمارا ابھی دنیا ہی ہے۔ تو ان تمام اساتذہ نے کہا کہ نہیں نہیں، اوروں کے بچے وہ پڑھ رہے ہیں۔ مطلب کوئی دور کا تصور ہے کہ چائنہ نئی ورلڈ پاور بننے جا رہا ہے وہ hub بنے گا اور یہ سی پیک اور فلاں فلاں یعنی ایسی باتیں کی جاتی ہیں بتائی جاتی ہیں کہ دس سال بعد وہی survive کرے گا جو چائنہ کے ساتھ مارکیٹ میں

ڈیل کر سکے اور اس کے لیے چائنیز سیکھنی بہت ضروری ہے۔ ایک ہوا بٹھا دیا ہے تو سب لگے ہوئے ہیں۔ میں نے یہ مثال ایک اسلامک سکول کی دی ہے کہ انھوں نے کہا کہ چائنیز پڑھنی ہے۔ وہ سکول والے بھی کیا کریں ان کے وہ کسٹمرز ہیں جو وہ کہیں گے وہی ان کو ڈیلور کرنا پڑے گا وہ چائنیز پڑھا رہے ہیں۔ تو یہ اتنی خوفناک بات ہے اس کو ہم سوچتے نہیں ہیں کہ کون سے علوم ہم پڑھ رہے ہیں یعنی وہ علوم جو ہمارے اپنے ہیں جن کو ہر طرح سے سیکھنا پڑھنا ہے ہمارے ہاں ان سے نکارت ہے اور ایسی چیزیں جو بالکل لغو قسم کی لایعنی ہیں، کوئی مناسبت نہیں، کوئی phonetics ہمارے نہیں ہیں لیکن وہ بھی سیکھنے کی طرف ہم پوری طرح لپک رہے ہیں۔ تو اس سے بڑا ثبوت کیا چاہیے کہ اصلاً ہم خدا پرست نہیں رہے ہم دنیا پرست ہیں ورنہ یہ بات سوچی بھی نہیں جا سکتی تھی کہ ہم ان چکروں میں پڑیں۔ بہر حال ہم جو یہ کہہ رہے ہیں کہ صرف علومِ عقلیہ اہم قرار پائے سب سے اہم علم وہ جس سے سب سے زیادہ مال کمایا جا سکے۔ مذہب، علوم نقلیہ علوم کی تلچھٹ میں بھی شمار نہیں کیے گئے، انھیں علم کے دائرے سے باہر نکال دیا گیا۔ اعلیٰ معیاری عالی شان زندگی گزارنا اصل مقصد ہو گیا۔ ہم بچپن سے دیکھتے آ رہے ہیں کہ کون سا علم ہے جس کی طرف لوگ بھاگتے ہیں۔ وہ علم جس کی مارکیٹ ویلیوز زیادہ ہے، جس کو حاصل کرنے والوں کی سب سے زیادہ تنخواہیں ہیں۔ ایک زمانہ تھا انجینئر ڈاکٹر، انجینئر ڈاکٹر۔ پھر پٹ گئی بات کہ نہیں نہیں، ایم بی اے، ایم بی اے۔ پھر سی اے، سی اے۔ پھر کمپیوٹر آ گیا کمپیوٹر سائنس، کمپیوٹر سائنس۔ ایک وقت تھا کہ پنجاب یونیورسٹی میں صحافت کا شعبہ بالکل مسکین پھٹیچر شعبہ ہوتا ہے، کسی کو پتا ہی نہیں تھا کوئی یہاں جاتا ہی نہیں تھا۔ اب نئی دوڑ جو لگی ہوئی ہے وہ ایک تو فیشن ڈیزائن اور دوسرا میڈیا سٹڈیز۔ یعنی جدھر پیسہ ہے وہاں لوگ جا رہے ہیں، اس کا میرٹ بھی ہائی ہے، اس کے اداروں کی فیسیں بھی زیادہ ہیں۔ تو یہ اللہ تعالیٰ ہمیں دکھا رہے ہیں کہ ہم نے اپنا کیا حال کر دیا ہے۔ پوری دنیا میں ایسا ہے تو ہمارا بھی ایسا ہے۔

شروع میں میں نے یہ بات عرض کی تھی جو لوگوں کو بری لگتی ہے کہ ہم مغربی ہو چکے ہیں ہمیں اس کا پتا کوئی نہیں ہے۔ تو پتا کر لیں اس بات کا کہ لوگ کدھر دوڑے جا رہے ہیں کس طرف جا رہے ہیں کس ڈگری کی طرف ان کی رال ٹپک رہی ہے کہ یہ ڈگری میرے بچے کو حاصل

ہو جائے اور اس میں صوفی و ملا سب برابر ہیں۔ الا ما شا اللہ مذہبی لوگ بھی اس میں ہیں۔ ایک صاحب نے بڑے مشن سے ایک سکول قائم کیا، یہ کیا وہ کیا، اس طرح پڑھائیں گے۔ تھوڑی دیر بعد وہی لوگ جو اسلام کے نام پہ اپیل لے کر آپ کے پاس بچے داخل کراتے ہیں اور داخل کراتے وقت آپ کو ایموشنلی بلیک میل بھی کرتے ہیں کہ یار فیس تو کم کرو مطلب فیس عام سکول سے بھی کم ہو لیکن اسلام آپ مفت میں ساتھ دے دیں۔ لیکن مسئلہ کیا ہے کہ اگر انھیں پتا لگے کہ ہمارا بچہ وہ چیزیں نہیں پڑھ رہا جو دوسرے سکول میں ان کے کزنز پڑھ رہے ہیں تو وہ سب سے پہلے آ کے ان چیزوں کو نکلوائیں گے۔ اور میں ایسے سکولز کو جانتا ہوں جو بڑے آئیڈیل ازم پر قائم ہوئے، تھوڑے عرصے بعد انھوں نے کہا کہ یہ چل ہی نہیں سکتا، پریشر اتنا زیادہ ہے کہ آہستہ آہستہ بس دعائیں یاد کرا لیں، کلمے سکھا دیے کوئی فقہ بھی بتا دی یہ کر کے فارغ ہو جاتے ہیں۔ باقی کتاب وہاں پر بھی آکسفورڈ کی ہی لگنی ہے۔ کیونکہ اچھا سکول تو وہی ہے جہاں آکسفورڈ کی کتاب ہے اور اسی طرح بیکن ہاؤس اور سٹی سکول اور گرامر سکول کے لیول پر پڑھایا جائے لیکن ساتھ بونس میں بس اسلام کا تڑکا بھی لگے۔ یعنی یہ ہمارے مذہبی لوگوں کی خواہش ہے باقیوں کو آپ چھوڑ دیں۔ جب بچہ میٹرک کی طرف جاتا ہے او لیولز کی طرف جاتا ہے ایک دم ہاتھ پیر پھولنے شروع ہو جاتے ہیں، کچھ کر لو کر لو۔ اور پھر اسلامک سکول سے اٹھا کر کسی بیکن میں ڈال دیں گے مطلب کافی ہو گیا اسلام، اتنا بھی نہیں ہونا چاہیے؟ تو میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ یہ بہت خوفناک صورت حال ہے۔ ہماری اقدار بدل چکی ہیں باقی ظاہری بات ہے کہ ہم نے اپنی مذہبیت کا ایک بھرم رکھا ہوا ہے اللہ کرے وہ قائم رہے۔

علم کی بنیاد یقین کے بجائے شک

پہلے علم کی بنیاد یقینی تھی۔ علم یقین کے لیے حاصل کیا جاتا ہے اور علم کا آغاز یقین سے کیا جاتا ہے۔ دیکارت کے بعد علم کی بنیاد شک پر رکھی گئی، ایسا طریقہ علم جو شک سے یقین تک پہنچائے۔ علم کا آغاز شک سے ہوگا تو شک ہی پہ منتج ہوگا۔ لہٰذا دیکارت کے بعد تمام فلسفی ریب و شک میں ہی گرفتار رہے۔ یقین سے آغاز ہوگا تو یقین تک پہنچائے گا۔ ڈاوٹ سے آغاز کریں گے تو ڈاوٹ پر ہی پہنچیں گے اور کہیں نہیں پہنچ سکتے۔

روایتی طور پر مابعد الطبیعات پانچ بنیادی سوالوں سے بحث کرتی تھی: میں کون ہوں؟ کہاں سے آیا ہوں؟ کہاں جاؤں گا؟ مجھے کس نے پیدا کیا؟ میرا انجام کیا ہے؟ یہ بنیادی سوالات تھے۔ مابعد الطبیعاتی سوال کی جگہ حاضر و موجود دنیا کی مابعد الطبیعات یعنی meta physics of presence وجود میں آ گئی۔ اب یہ سوال ہی غیر اہم ہیں۔ سب سے بڑا سوال کیا ہے؟ ہمارے فلسفے کے ایک استاد ہیں وہ پڑھا رہے تھے تو انھوں نے کلاس میں کہا کہ بھئی یہ بتایئے کہ قرآن مجید میں کوئی philosofical theme ہو یا کوئی آیت ہو تو بتائیں۔ تو ایک صاحب نے کھڑے ہو کر کہا کہ یہ جو آیت ہے کہ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ اس کے اندر یہ پوری بات ہے۔ مبدا و معاد کیا ہے؟ سب سے بڑے فلسفے کے سوال یہی تھے کہ میری اصل کیا ہے؟ میری حقیقت کیا ہے؟ اور میری منزل کیا ہے؟ تو بتا دیا کہ ہم اللہ ہی کی طرف سے آئے ہیں اور اللہ ہی کی طرف ہمیں لوٹنا ہے۔ لیکن اب یہ سارے سوالات کہ میں کون ہوں؟ میں خدا کا بندہ ہوں اور مجھے بندہ کیسے بننا ہے؟ اس بندگی کے تقاضے کیا ہیں؟ کہیں کسی علم میں اس کا کوئی ذکر ہے۔ اسلامک سٹڈیز کا ایک پوز ہے اس میں کچھ دین اسلام کی بنیادی باتیں بتا دی جاتی ہیں اور وہ بھی ہمیں پتا ہے کہ انجینئرنگ یونیورسٹی میں، میڈیکل سائنسز میں یا سرکاری یونیورسٹیاں وغیرہ میں اسلامیات کی کلاس سب سے آخر میں ہوتی تھی اور وہ کوئی پڑھتا بھی نہیں تھا۔ اب تو ہر جگہ اسلامک سٹڈی آ گئی ہے لیکن آپ دیکھیں کہ ادارے والے پہلے بلاتے ہیں کہ کون پڑھائے گا؟ اچھا! آپ پڑھائیں گے تو پہلے کہہ دیتے ہیں کہ بس سرسری سا پڑھانا ہے اور ذرا دیکھنا کہ جہاد کی باتیں نہ ہوں، بچے radical نہ ہو جائیں۔ مطلب پہلے باقاعدہ ان کی بریفنگ ہوتی ہے۔ جدید اداروں میں مولوی صاحب کا پہلے پورا انٹرویو ہوتا ہے کہ ٹھیک ہی رہیں گے، کہیں خدانخواستہ واقعی مسلمان ہی نہ بن جائیں۔ مراد یہ ہے کہ ہمارے ڈھب پہ ہی رہیں گے تو ٹھیک ہے ورنہ اگر آپ نے کوئی اُلٹی سیدھی باتیں کی تو وہ کان سے پکڑ کر نکال دیں گے۔ وہ اتنے بھولے نہیں ہیں ان کو پتا ہے کہ وہاں پر ہو کیا رہا ہے۔ تو کہیں گے کہ ذرا دکھائیں کہ آپ کیا پڑھائیں گے؟ اچھا اس کو ذرا نکال دیں اور یہ جو عورتوں کے معاملات ہیں ذرا اس پر بات کرنے کو رہنے ہی دیں کیونکہ Feminism وغیرہ کا دور ہے تو یہ بچوں سے ہضم نہیں ہوگی۔ اس سے سکینڈل پیدا ہو جائے گا فلاں فلاں ہو جائے گا۔ تو

وہ آپ کی لسٹ وغیرہ بھی ٹھیک کر کے آپ کو دے دیں گے کہ آپ ان ان چیزوں کو اس طرح کر لیں۔ تو میں بتا رہا ہوں کہ اسلام بھی اگر پڑھایا جائے گا تو وہ بھی جیسے خاص طرح سے مولڈ کر کے، وہ جس کو کہتے ہیں کہ ہومیو پیتھک قسم کا اسلام پڑھایا جائے گا یعنی ایسا اسلام جس کے اندر کوئی کرنٹ نہیں ہے جس کے اندر کوئی جوش نہیں ہے، جذبہ نہیں ہے، غلبے کی کوئی بات نہیں ہے۔

(جاری ہے)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

کس طرح ہو تذکرہ حضرت عمر فاروقؓ کا
کیا بتاؤں مرتبہ حضرت عمر فاروقؓ کا

سر کو لینے نکلے تھے، سرکارؐ کے خادم بنے
کیا عجب ہے واقعہ حضرت عمر فاروقؓ کا

تخم جو بوئے دعاؤں کے شہِ لولاکؐ نے
جلد ہی ثمرہ ملا حضرت عمر فاروقؓ کا

گو زمیں پر لائے تھے اسلام لیکن دوستو
آسماں پر جشن تھا حضرت عمر فاروقؓ کا

ہیبتِ ایمان کچھ ایسی کہ خود ابلیس بھی
چھوڑ دیتا راستہ حضرت عمر فاروقؓ کا

آپ کو گزرے ہوئے چودہ صدی گزری مگر
آج بھی ہے دبدبہ حضرت عمر فاروقؓ کا

قوتِ طاغوت ہوگی لرزہ براندام پھر
نام تو لیجیے ذرا حضرت عمر فاروقؓ کا

حضرتِ عثمانؓ و حیدرؓ و معاویہؓ بنے مقتدی
اور نبیؐ ہے مقتدیٰ حضرت عمر فاروقؓ کا

بارہا وحیِ الٰہی سے ہوئی تائیدِ رائے
ہے خدا خود ہم نوا حضرت عمر فاروقؓ کا

کہہ اٹھے سرکارؐ میرے بعد گر ہوتا نبی
بالیقیں وہ نام تھا حضرت عمر فاروقؓ کا

لاکھ ہم روشن کریں حرفِ عقیدت کے چراغ
حق نہیں ہوگا ادا حضرت عمر فاروقؓ کا

غلام احمد بھٹی، جھنگ سٹی

مسجد و محراب کے اغراض و مقاصد

مولانا محمد انور چیمہ

مساجد کی اسلام میں بہت اہمیت ہے۔ مسجدیں وہ ادارے اور تربیت گاہیں ہیں جہاں مسلمان روزانہ پانچ وقت حاضر ہوتے ہیں اور اپنے رب کی عبادت کرتے ہیں اور تعلیم و تربیت حاصل کرتے ہیں۔ یہ ادارے ایسے ہیں جہاں روحانی وقدری ہی نہیں، بدنی اور مادی دنیا کا بھی درس دیا جاتا ہے۔ یہ ایسے بامقصد ادارے ہیں جہاں آدابِ محفل سے لے کر اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہونے تک کے اسباق پڑھائے جاتے ہیں۔ ہفتے کے سات دنوں میں سے کم از کم ایک دن جمعتہ المبارک کو ان تمام اغراض و مقاصد کا بھرپور اہتمام کیا جاتا ہے۔ یہ ساری باتیں قرونِ اولیٰ سے چلی آ رہی ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ آج ہم وہ تمام اغراض و مقاصد بھلا کر صرف پانچ وقت اذان اور یکسوئی سے خالی فرض نماز رسمی رواجی طور پر ادا کرتے ہیں اور جمعتہ المبارک کے خطبہ میں مناظرانہ رنگ میں رنگی ہوئی لچھے دار تقریر سن کر خالی ہاتھ گھر لوٹ آتے ہیں اور اپنے کاروبار میں اسی طرح مصروف ہو جاتے ہیں اور بھول جاتے کہ ہم نے جو نماز بھی ادا کی تھی اس میں کچھ اللہ سے قول وقرار بھی کیے تھے۔ پس وہ اپنے حرص و ہوا کے تحت کسی ہچکچاہٹ کے بغیر من پسند قانون کے مطابق اپنے کاروبار کو جاری ساری رکھتے ہیں اور ہر کام میں ہر بات میں من پسند کو ترجیح واوّلیت دیتے ہیں۔

میں اپنے اندر سوچتا رہتا تھا کہ بہت سے لوگ ہر روز بلا ناغہ پانچ وقت باوضو سالہا

سال سے مسجد جاتے ہیں اور سجدے کر کر کے ماتھے پر بڑا محراب پڑ جاتا ہے لیکن یہ سب بے اثر کیوں رہتا ہے؟ ایک دن میں نے ایک صاحب حال سے اپنے دل کا یہ سارا رونا جا سنایا تو حضرت کیفیت میں آئے فرمایا پہلے کسی مرد کامل سے سبق لو پھر جا کر صحیح بات تمہارے دل و دماغ میں اترے گی اور عمل کی صورت میں اس کا اظہار ہوگا۔

قال را بگذار و مردِ حال شو　　پیش مردِ کاملے پامال شو

[قال (محض باتیں کرنا یا دکھاوے کے لیے کام کرنا) چھوڑ دے اور مردِ حال ہو جا (یعنی دل کی حالت کو بہتر بنا) یہ چیز تجھے اسی وقت نصیب ہوگی جب تو اپنے آپ کو کسی مردِ کامل کے قدموں میں ڈال دے گا۔]

جو مردِ کامل ہو اس کے سامنے بیٹھو جو تمہیں اللہ کے رنگ میں رنگ دے اور پھر تمہیں ﴿فَمَنۡ يَّكۡفُرۡ بِالطَّاغُوۡتِ وَيُؤۡمِنۡۢ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسۡتَمۡسَكَ بِالۡعُرۡوَةِ الۡوُثۡقٰى لَا انْفِصَامَ لَهَا﴾ میں داخل کرے۔ اس کے بعد تمہیں سمجھائے گا کہ نماز پڑھنا کیا ہے اور نماز قائم کرنا کیا ہوتا ہے۔ پھر تم سے نماز قائم کروائے گا کہ ہر میدان زندگی میں ''دل یار وَل اور ہتھ کار وَل'' جس سے من پسند نہیں بلکہ اب خدا پسند بات ہوگی۔ پھر نماز میں اللہ تعالیٰ سے کیے ہوئے قول و قرار ہر کام اور ہر بات میں سامنے رہیں گے۔ اس واقف حال درویش کی بات نے میرا سر گھما دیا۔ اس کے بعد میں نے متعدد مساجد کے ائمہ و خطباء سے اس موضوع پر بات چیت کی۔ اکثر کی گفتگو یہ تھی کہ ہمیں مسجد کے اغراض و مقاصد پڑھائے نہیں جاتے۔ مسجد میں داخل ہوتے وقت اور مسجد سے نکلتے وقت کی دعائیں زبانی رٹوا دی جاتی ہیں اور مسجد میں محلّہ کے چھوٹے بچوں کو ناظرہ قاعدے سپارے پڑھا دیے جاتے ہیں اور یہ باتیں کہ مساجد و مدارس ایسے ادارے اور تربیت گاہیں ہیں جہاں قدری، روحانی، جسمانی اور دنیاوی اسباق پڑھائے اور پریکٹس کروائے جاتے ہیں، ایسی باتیں کبھی سننے میں نہیں آئیں اور نہ ہی ہمیں ایسا کوئی علم حاصل ہے کہ ہم مسجد و محراب کا معنی و مطلوب و مقصود بتا سکیں۔ بلکہ ہم کسی نمازی سے اتنا کہہ دیں کہ سر ڈھانپ کر نماز پڑھو، کہنیاں ننگی کیوں ہیں، یہ پنڈلیوں سے اوپر تک بڑا کچھا کیوں پہن رکھا ہے، تو آگے سے باتیں سننی پڑتی ہیں۔ اسی تلاش میں مجھے ایک مجاہد علمی شخصیت مل گئی، میں نے عرض کیا حضرت سنا ہے آپ مسجد و محراب کی اہمیت اور دین کو تخت پر لانے کی باتیں کرتے ہیں، مجھے مسجد و محراب کے اغراض و

مقاصد سمجھا دیں تو حضرت نے اپنے کلام کا آغاز ہی یہاں سے کیا کہ اصحابِ صفہ کون تھے؟ انہیں کہاں سے تعلیم و تربیت حاصل ہوتی ہے؟ کیا یہ مسجد نبوی کا ایک گوشہ نہ تھا جو کہ ایک بڑی جامعہ کا درجہ رکھتا تھا۔ مختلف شعبہ ہائے حیات کے لیے بڑے بڑے جرنیل علماء و فضلاء اور مبلغین کی ایک بڑی کھیپ ہر سال یہیں سے تیار ہوتی تھی۔ ساری ضروریات وہیں سے پوری ہوتیں۔ فرماتے ہیں کہ لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلمان ہونا۔ ہم نے اپنی مساجد کو نظر انداز کر رکھا ہے۔ یہ ساری کارگزاری برطانوی حکمرانوں کی ہے کہ انہوں نے ہندوستان پر اپنی حکمرانی کی گرفت مضبوط رکھنے کے لیے یہ فریب کاری کی تھی اور وہ غلامی کا طوق آج تک ہمارے گلے سے نہیں اترا۔ آزادی سے لے کر آج تک تمام حکمرانوں کو مساجد سے یہ خطرہ رہا ہے کہ یہ مساجد دین کا مرکز ہیں، ایسا نہ ہو کہ یہاں سے لا اِلٰہ اِلا اللہ کی آواز بلند ہو کہ دین کو تخت پر لایا جائے۔ حکمرانوں کی آج تک یہ سوچ رہی ہے کہ اگر دینی اداروں (مساجد و مدارس) کے حقیقی اغراض و مقاصد بحال ہو گئے تو سلطان ٹیپو شہید، حضرت مجدد الف ثانی اور مولانا فضل حق خیر آبادی جیسے مردِ مومن پیدا ہو کر ظالم بادشاہ کے سامنے کلمہ حق بلند کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے اور ہمارا بوریا بستر گول کر دیں گے اور وہ بڑے بڑے طاغوتی بتوں کو الٹا کر رکھ دیں گے۔

خونِ اسرائیل آجاتا ہے آخر جوش میں توڑ دیتا ہے کوئی موسیٰ طلسمِ سامری
سروری زیبا فقط اس ذاتِ بے ہمتا کو ہے حکمراں ہے اک وہی، باقی بتانِ آزری

بے دین حکمرانوں کی ہمیشہ یہی پالیسی رہی ہے کہ مساجد کو دین کے صحیح علم سے دور رکھو، مسجد کے رکھوالوں کو عوام کی نظروں میں درجہ چہارم سے بھی کم تر رکھو۔ اتنے بے بس رکھو کہ حکمران جو چاہیں اپنی من مانیاں کرتے پھریں کوئی روکنے ٹوکنے والا نہ ہو۔ حالانکہ امام خطیب علاقہ کا سب سے بڑا صاحب علم، فقہی رعب داب والا، باہمت شخصیت، حسب نسب کا مالک، حق گو و بے باک اور حوصلے کا مالک ہوتا ہے۔ حکومتی پالیسی ہمیشہ یہ رہی مسجد و محراب سے آواز حق بلند نہ ہو ورنہ

وہ سحر جس سے لرزتا ہے شبستانِ وجود
ہوتی ہے بندۂ مومن کی اذاں سے پیدا

حکومتی رویہ ہمیشہ اسی کوشش میں رہا ہے کہ دینی اداروں کو ایسے بے خبر ماحول میں رکھو کہ باہر کی ہوا

نہ لگے اور وہیں انہیں محو رکھو۔

مست رکھو ذکر و فکرِ صبحگاہی میں اسے
پختہ تر کر دو مزاجِ خانقاہی میں اسے

وہ مردِ مجاہد عالم دین مجھے مسلسل نصیحت کرتے جا رہے تھے کہ آج یہ حالت ہے کہ محراب میں کھڑے ہو کر لچھے دار تقریر کرنے والے کو شاید یہ بھی نہ معلوم ہو کہ محراب اس جگہ کو کہتے ہیں جہاں حق و باطل کے ٹکراؤ، شر اور خیر میں تمیز کی بات کی جائے تاکہ دین حق باطل قوتوں کو میدان سے باہر بھگا دے اور حق آگے بڑھ کر دین کو تخت نشین کر دے اور ثابت کر دے ﴿جَآءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا﴾ اور وہاں حاضرین مجلس کو ایسی معلومات اور تربیت دی جاتی ہے کہ نتیجتاً ﴿هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَ دِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ﴾ (الصّف:09) اور ایسی کاری ضرب لگائیں گے کہ ﴿حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ﴾ (الانفال:39)۔ وہاں جو تربیت حاصل ہوتی ہے اور جو وعدے وعید نماز میں اللہ تعالیٰ سے کیے جاتے ہیں ایک لمحہ کے لیے بھی دل ان سے غافل نہ ہو، چاہے کسان کھیت میں ہو، دکاندار کاروبار میں مصروف ہو۔ SHO تھانے میں ہو۔ ڈپٹی کمشنر آفس میں ہو۔ گورنر اپنے ہاؤس میں ہو ہر جگہ حق و باطل کا میدان گرم ہے اور دین کا راج باطل پرست حکومت کو کسی قیمت پر وارا نہیں کھاتا۔ جب ہماری مساجد اور مدارس آباد تھے تو یورپین لوگ ہسپانیہ، اندلس اور قرطبہ اور صوفیا کے تعلیمی اداروں میں آ کر علم حاصل کرتے تھے اور واپس اپنے ملک جا کر فخر سے کہتے تھے کہ ہم اندلس سے پڑھ کر آئے ہیں۔ جس طرح آج ہمارے کچھ نوجوان یورپ سے پڑھ کر آئیں تو وہ اس پر فخر کرتے ہیں۔

مسجد و محراب کے علاوہ دنیا کا کوئی ادارہ ایسا نہیں جو نظریاتی لوگ تیار کرتا ہو۔ نظریہ ضرورت کی تعلیم سے مزین افراد نے مقصد حیاتِ انسانیہ سے لابلد انسانی زندگی کو حیوان کی حیات کے برابر لا کھڑا کیا ہے اور انسان کو صرف حیوان ناطق کا شرف حاصل رہ گیا ہے۔ جب سے مساجد سے آوازِ حق مدھم پڑ گئی انسان اپنے شرف کو بھول گیا اور اس دنیا کا ہو کے رہ گیا اسے اپنا مقام یاد نہ رہا۔

تیرا آلنہ عرش عظیم اُتے توں دیس قدس دا شا
تینوں سجدہ کیتا قدسیاں کوئی ادبوں سیس نوا
ایتھے آ کے بھل گیاں توں دل جیفے اُتے لا

ان مغربی درندہ صفت سکالروں نے مسجد ومدارس کے تقدس کا یہ عالم کر دیا ہے آپ کے سامنے کل کی بات ہے۔ مسجد وزیر خان وہ تاریخی مسجد جہاں سے اسلام کے سپاہیوں نے نکل کر مرہٹوں کی قوت کو زیر کر دیا اور مغلیہ دور کے بعد فرنگی حکومت کے خلاف آزادی کی جنگ وہاں سے لڑی جاتی رہی۔ یہ وہی تاریخی مسجد وزیر خان جہاں سے مجاہد ملت مولانا ابوالحسنات قادری کی زیر قیادت سرفروشانِ ختم نبوت نکلتے اور فتنہ قادیانیت پر ضرب کاری لگاتے۔ آج اسی تاریخی مسجد وزیر خان میں مغربی درندوں کے پرستاروں نے بازاری عورتیں نچوا دیں اور وہ اللہ کا گھر مسجد وزیر خان کا تقدس پامال ہوتا رہا کسی عہدیدار کے نصیب میں نہ ہوا کہ ان بے شرموں کو سبق آموز سزا دیتا۔

اب عوام کے دل ودماغ سے مسجد کے اغراض ومقاصد کا تصور اس قدر بے نشان ہو گیا ہے کہ اگر آپ نوجوان نسل کو مسجد کی طرف نماز پڑھنے کے لیے جاتا ہوا دیکھیں تو ایسا لگتا ہے جیسے کسی پلے گراؤنڈ میں نوجوان کھیلنے جا رہا ہے۔ ہاف سلیو شرٹ اور گھٹنوں سے اوپر تک نئے رواج کے کچھے پہنے مسجد کو نماز پڑھنے جا رہے ہیں دوران نماز سجدہ ورکوع کرتے وقت کون سا جسم کا پرزہ ہے جو نمایاں نہیں ہوتا۔ یہ سب اس لیے ہو رہا ہے کہ حکمرانوں کے دل ودماغ میں یہ کھٹکا ہے کہ اگر مساجد کی حالت سدھر گئی کلمہ حق کی آواز وہاں سے آنے لگ گئی تو اس وقت شر اور برائی کو جو مقام حاصل ہے وہ مقام خیر کو حاصل ہو جائے گا۔ ایک وقت ایسا بھی گزرا ہے کہ حکومت کسی خطرے کے پیش نظر مساجد میں خود فسادات کروا دیتی تھی۔ اب حکمران مساجد کو بے حس وحرکت دیکھ کر بے خوف ہو گئے ہیں کہ مساجد سے رسمی رواجی آوازیں سننے میں آ رہی ہیں۔

؎ رہ گئی رسم اذاں روح بلالی نہ رہی
فلسفہ رہ گیا ، تلقین غزالی نہ رہی

جب کسی ملک کے دینی مدارس ومساجد کا یہ حال ہو جائے تو پھر ان کی جگہ مغربی تعلیمی

طرز کے ادارے لے لیتے ہیں۔حکومتی ایوانوں کو امام ابو یوسف اور امام مالک اور عمر بن عبدالعزیز جیسے لوگ میسر نہیں ہوتے پھر وہاں ایوانوں میں یورپین مدارس کے اعلیٰ تعلیم یافتہ حضرات اپنی اپنی قابلیت بکھیرتے نظر آتے ہیں، انہیں صرف کرسی اقتدار کی ہوس ہے، ملک سارا چاہے جل جائے ان کی بلا سے۔ جب یہ لوگ ایوانوں میں بیٹھ کر گفتگو کرتے ہیں تو یورپین مدارس کے اثرات کی خوشبوؤں کے ھلے ان کے منہ مبارک سے نکلتے دور دور تک سونگھے جاسکتے ہیں اور دہائی بھی دی جا رہی ہے ''جاگتے رہنا چوروں کی رکھوالی ہے'' ملکی خزانہ خالی ہو رہا ہے اور ان کے بیرون ملک خزانے بھرے جا رہے ہیں۔اگر حکومتی ایوانوں میں گھومنے والوں کے سروں پر پگڑیاں چہروں پر ریش مبارک دینی مدارس کے فارغ التحصیل باوضو مسجد و محراب سے نکل کر ایوانوں میں آتے قرآن مجید اور حدیث شریف کے موتی ان کی زبانوں سے جھڑتے تو ملکی خزانہ خالی نہ ہوتا۔ کہتے ہیں کہ جب دینی تعلیم یافتہ جس کے سر پر بڑی دستار چہرے پر ریش مبارک جناب عمر بن عبدالعزیز کا انتخاب بطور سربراہِ مملکت ہوا تو عصر کا وقت تھا تو اگلی صبح سے پہلے پہلے راتوں رات تمام ناجائز دولت بڑوں بڑوں نے اپنے گھروں سے نکال کر سرکاری خزانہ کے دروازہ پر رکھ دی تھی اور دہائی دی جا رہی تھی (لَا تَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ) یہ سارا فیض (CREDIT) مسجد و محراب کو جاتا ہے۔ آج بھی ہمارے سامنے ایک مثال ہے کہ مسجد و محراب کے تعلیم و تربیت یافتہ مولوی حضرات نے خالی ہاتھ صرف سر پر مسجد و محراب کی دستار فضیلت لیے باطل کے مقابلہ میں حق و خیر کا جھنڈا بلند کیا تو پوری دنیا کے باطل پرست ایک طرف اور 50 ہزار مسجد و محراب کے تعلیم یافتہ طالبانِ افغان دوسری طرف۔ پوری دنیا حزب الشیطان اور حزب الرحمٰن میں (POLORIZATION) بٹ گئی، دنیا کی دو سپر پاور روس اور امریکہ من دون اللہ کے سب سے بڑے دو بت الٹا کر پرے مارے۔ دشمن اپنی لنگوٹیاں بھی پھینک بھاگا۔ اربوں روپے کا اسلحہ طالبان کے ہاتھ لگا اور دکھا دیا۔

عالم ہے فقط مومن جانباز کی میراث   مومن نہیں جو وہ صاحب لولاک نہیں

اللھم اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم

غیر المغضوب علیھم ولاالضالین۔آمین

رسول اللہ ﷺ اور کتاب اللہ کی بے حرمتی کے بڑھتے واقعات تحفظ قرآن کیلئے حقوقِ قرآن کی ادائیگی کی ضرورت ہے

ابوفیصل محمد منظور انور

دنیا بھر کے تمام مسلمان اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبعوث ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں اوران پر نازل کردہ تمام مقدس الہامی کتابوں تورات، زبور، انجیل اور آخری کتاب قرآن مجید فرقان حمید پر ایمان رکھتے اوران کا احترام کرتے ہیں اور کسی ایک پیغمبر یا الہامی کتاب کی توہین کا تصور بھی گناہ سمجھتے ہیں۔ مگر لادینیت کے حامل عالم کفر مغربی معاشروں اورامریکہ میں اسلاموفوبیا کے باعث کئی سالوں سے دین اسلام کے خلاف متعصّبانہ رویوں میں اضافہ ہوا ہے۔ مسلم دنیا کی طرف سے مناسب اقدامات نہ ہونے کے باعث وقفے وقفے کے ساتھ ان ممالک میں شعائر اسلام، نبی آخرالزماں ﷺ اور آخری کتاب اللہ کی تقدیس وحرمت پر حملے کرنے کے واقعات ہوتے رہے ہیں۔ دین اسلام کے خلاف ہرزہ سرائی ان گمراہ اقوام کا مستقل وطیرہ بن چکا ہے۔ حالانکہ دنیا کے دیگر مذاہب کے مقابلے میں ان اہل کتاب یہودیوں اور عیسائیوں میں مسلمانوں کی طرح اللہ تعالیٰ کے بارے ایک واضح تصور موجود ہے جو ان کو دین اسلام کے پیروکاروں کے قریب کرتا ہے۔ چونکہ یہ اہل کتاب گمراہ ہو کر اپنی اصل الہامی کتب کی تعلیمات سے محروم ہو چکے ہیں اور اپنی ہی تصنیف کردہ تحریف شدہ کتابوں کے حامل بن کر رہ گئے ہیں اور ان میں سے کسی ایک کے پاس بھی اصل نازل شدہ اپنی الہامی کتابوں تورات اور انجیل مقدس کا اصل نسخہ تک موجود نہیں اور اسی وجہ سے یہ گمراہی کے عمیق گہرے گڑھے میں گر کر قعر مذلت کی دلدل میں اس قدر

دھنس چکے ہیں کہ انھوں نے نافرمانیوں کی آخری حدوں کو بھی چُھو لیا ہے۔ یہ اتنے متعصب بن چکے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے آخری رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور آخری الہامی آخری کتاب قرآن مجید فرقان حمید کی حقانیت کا انکار ہی نہیں کرتے بلکہ اس مقدس الہامی کتاب کی توہین کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ مغربی ممالک کی حکومتوں میں توہین رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن مجید کی گستاخی کے مرتکب عناصر کی پشت پناہی اور ان ملعونوں کو پورا پورا تحفظ دینا ان کا مستقل شیوہ بن چکا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ ان ممالک میں توہین رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے متواتر کئی واقعات ہو چکے ہیں۔ الہامی مقدس کتاب القرآن المجید کے جلانے اور اس کی بے حرمتی کے پے در پے واقعات ہونا ان بے ضمیر مادر پدر آزاد معاشروں کی اخلاق باختگی اور کمینگی کی انتہا ہے۔ ان بدبخت عناصر کو پتہ ہونا چاہیے کہ قرآن مجید کو کی حفاظت کی ذمہ داری خود اللہ تعالیٰ نے سنبھال رکھی ہے۔ قرآن مجید میں ہے

اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّكۡرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوۡنَ (الحجر:09)

''بے شک ہم نے یہ الذکر (قرآن) نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں''۔

بقول مولانا ظفر علی خان

نورِ خدا ہے کفر کی حرکت پے خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

ایسے واقعات صرف امت مسلمہ ہی نہیں بلکہ اللہ اور اس کے رسول کے خلاف کھلی جنگ کے مترادف ہے۔ ان روح فرسا واقعات کے خلاف امت مسلمہ میں شدید ردعمل ایک فطرتی عمل ہے جو دو ارب مسلمانوں کے جذبات کی عکاسی کرتا ہے۔ دنیا میں مسلم ممالک کے علاوہ جہاں کہیں بھی مسلمان رہتے ہیں وہاں احتجاجی مظاہروں کا سلسلہ جاری ہے۔ یہ احتجاج مسلم ممالک میں تو مسلم حکمرانوں کے خلاف ہو رہا ہے تا کہ وہ اقوام متحدہ اور اقوام عالم کو باور کروائیں کہ مسلم دل آزاری کے بڑھتے ہوئے ایسے واقعات قابل قبول نہیں اور اس سے دنیا کا امن و امان تباہ و برباد ہو سکتا ہے۔ جن نام نہاد مغربی معاشروں میں ان کے قومی پرچم، کرنسی نوٹ جلانا عدلیہ کے فیصلوں پر تنقید کی سنگین سزائیں تجویز کی گئی ہیں وہاں دو ارب کے لگ بھگ توحید پرست مسلمانوں کے رہنما رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن مجید (الکتاب) کی بے حرمتی کو آزادی اظہار رائے کا نام دے کر خاموشی اختیار کرنا ان معاشروں کی کھلی منافقت اور تعصب کی نشانی ہے۔

انسانی حقوق کی آڑ میں کسی بھی ملعون کا یہ قبیح فعل نا قابل برداشت ہے۔ ہمارے پیغمبر اور مقدس کتاب اتنے لاوارث نہیں ہیں کہ کوئی ان کی توہین کر کے آرام سے رہے۔ سویڈش حکومت کی سرپرستی میں یہ سازش پروان چڑھائی گئی ہے جو اس گھناؤنی حرکت میں ملعون کے ساتھ برابر کی ذمہ دار ہے۔ لگتا ہے کہ ان کی سرکشی اور مسلسل خدا بیزاری کی حرکات، عادات واطوار کے باعث اللہ سبحانہ تعالیٰ نے ان کو اپنے آپ سے ہی بھلا دیا ہے کہ وہ انسان ہیں یا حیوان ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''اور ان لوگوں کی طرح نہ ہو جائیو جنہوں نے اللہ کو بھلا دیا، سو اللہ نے خود ان کی جانوں کو ان سے بھلا دیا، یہی لوگ تو نافرمان ہیں''۔ (سورۃ الحشر: 19)

یہ اللہ تعالیٰ کے فیصلے ہیں دنیا میں یہ نافرمان قومیں جتنی بھی مادی ترقی کر کے عروج پر پہنچ جائیں ان کا آخرت میں کوئی حصہ ہی نہیں اور واصل جہنم ہوں گے۔ 28 جون کو سویڈن کے دارالحکومت سٹاک ہوم میں عین اس وقت جب مسلمان نماز عید الاضحیٰ کی ادائیگی کے لئے سب سے بڑی مسجد میں جمع تھے، ایک انتہا پسند، دہشت گرد، ملعون، شقی القلب عراقی سلوان مونیکا نے جو اپنے آپ کو ملحد قرار دیتا ہے پولیس کی موجودگی میں مسجد کے سامنے اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب قرآن مجید فرقان حمید کو نذر آتش کرنے کی ناپاک جسارت کی ہے۔ اس عاقبت نا اندیش، بدبخت شخص کے فعل میں سویڈش حکومت کی سرپرستی اور بدنیتی شامل ہے جس نے مسجد کے ڈائریکٹر امام خلفی کے منع کرنے کے باوجود مجرم کو ایسا کرنے کی اجازت دی۔ ایسی سازشیں کرنے والے اور دراصل امت مسلمہ کو مشتعل کر کے دنیا کا امن وامان تباہ کرنا چاہتے ہیں۔ وہ سمجھ رہے ہیں کہ صالح اور اہل قیادت نہ ہونے کے باعث اس وقت امت مسلمہ زوال پذیر ہے اور مسلمان ممالک پر مغرب کے ایجنٹ مسلط ہیں جو اسلام دشمنی میں ہمیشہ مغربی طاقتوں کے ہم نوا اور حمایت یافتہ رہے ہیں۔ مسلمانوں کو کمزور خیال کرتے ہوئے اسلام دشمن شرارتیں کر کے مسلمانوں کے ایمان کا ٹیسٹ لے رہی ہیں کہ رب العالمین، اس کے رسول ﷺ اور کتاب اللہ قرآن پر مسلم دنیا کا ایمان اور یقین کس قدر اور کس درجے کا ہے۔ مگر وہ یہ بھول جائیں کہ مسلمان بھلے کمزور اور جیسے بھی ہیں وہ توہین رسالت ﷺ اور توہین قرآن کے واقعات پر خاموشی اختیار کر لیں گے، نہیں ایسا ہرگز نہیں ہوگا۔ کلمہ طیبہ کے وارث حرمت قرآن کے لیے اپنی جانوں کے نذرانے دینے کے لیے ہمہ وقت

تیار بیٹھے ہیں۔

ہر ابتدا سے پہلے ہر انتہا کے بعد ذات نبی ﷺ بلند ہے ذات خدا کے بعد

اسلام اور مسلمانوں کے خلاف مغربی دنیا نے صلیبی جنگیں شروع کر رکھی ہیں جس کا برملا اعلان سابق امریکی صدر جارج ڈبلیو بش نے عراق و افغانستان پر حملے کے وقت کیا تھا۔ مغربی ممالک توہین مذاہب اور انبیاء علیہم السلام کے مرتکب عناصر کو تحفظ فراہم کر کے ان کو اپنے ہاں پناہ فراہم کرتے رہے ہیں جس سے ایسے قبیح فعل کرنے والوں کی حوصلہ افزائی ہو رہی ہے یہی وجہ ہے کہ مغرب میں اب تک توہین رسالت مآب ﷺ اور قرآن مجید کی بے حرمتی کے کئی روح فرسا واقعات ہو چکے ہیں جن پر امت مسلمہ کا شدید ردعمل بھی سامنے آتا رہا ہے مگر حزب الشیطان میں شامل ایسے عناصر نے اپنی روش نہیں بدلی وہ بدستور گاہے بگاہے مسلمانوں کی دل آزاری اور اسلام دشمنی کا اظہار کرنے میں مصروف ہیں۔ افسوس ناک امر یہ ہے کہ ایسے واقعات اقوام متحدہ کے چارٹر کی صریحاً خلاف ورزی ہے مگر اس ادارے میں بیٹھے عناصر کی منافقانہ روش کے باعث اسلام دشمن طاقتیں ہمیشہ مسلمانوں کو ہی نقصان پہنچانے والوں کی ہم نوا رہی ہیں۔ جس کی وجہ سے ایسے بد بخت عناصر کے حوصلے بلند ہیں اور وہ مسلمانوں کی دل آزاری سے باز نہیں آتے۔ تاہم اس دلخراش واقعہ پر (الجزیرہ ٹی وی) کے مطابق۔۔(UNHRC) اقوام متحدہ کی انسانی حقوق کونسل نے ایک مذمتی قرارداد اکثریتی رائے سے منظور کر لی ہے۔

The United Nations Human Rights Council (UNHRC) has approved a resolution on religious hatred and bigotry in the wake of a Quran-burning stunt in Sweden that led to protests across the Muslim world. The motion passed on Wednesday, but was opposed by the United States and the European Union, which said it conflicts with their positions on human rights and freedom of expression.

جن 28 ممالک نے مذمتی قرار داد کے حق میں ووٹ دیا ان میں Algeria; Argentina; Bangladesh; Bolivia; Cameroon; China; Cuba; Eritrea; Gabon; Gambia; India; Ivory Coast; Kazakhstan; Kyrgyzstan; Malawi; Malaysia; Maldives; Morocco; Pakistan; Qatar; Senegal; Somalia;

Vietnam ..۔South Africa; Sudan; Ukraine; UAE; Uzbekistan;
شامل ہیں۔12 ممالک جنھوں نے ڈٹ کر مخالفت کی ان میں elgium; Costa Rica;
Czech Republic; Finland; France; Germany; Lithuania;
شامل ہیں۔جبکہ 7 غیر حاضر Luxembourg; Montenegro Romania; UK, US
رہنے والے ممالک میں۔ Benin; Chile; Georgia; Honduras; Mexico;
Nepal; Paraguay۔شامل ہیں ۔۔دنیائے اسلام کے خلاف اس سنگین ترین جرم پر مجرموں کا ساتھ دینے پر امریکہ سمیت یورپین یونین اور دیگر اسلام دشمن ممالک کی اسلام دشمنی عیاں اور واضح ہوچکی ہے۔اگر چہ مذمتی قرادادا اکثریتی رائے سے منظور ہوگئی۔تاہم، یواین او، سے انصاف اور بہتری کی توقعات رکھنے والے'OIC' کے مسلم ممالک احمقوں کی جنت میں رہتے ہیں اب ان کی آنکھیں کھل جانی چاہییں۔کیونکہ دو ارب مسلمانوں کی دل آزاری پر اقوام عالم کو یہ مذمتی قرارداد متفقہ طور پر منظور کرنی چاہیے تھی۔اس ادارے میں بیٹھے اکثر مفاد پرست منافق عناصر کے باعث ادارے کی ساکھ متاثر ہورہی ہے۔ایسے واقعات میں ملوث عناصر کیخلاف کاروائیاں نہ ہونے سے مغرب کی تقلید میں پاکستان میں بھی کچھ سیکولرز، ننگ دین ووطن عناصر نے سوشل میڈیا کے ذریعے وہی کام شروع کر رکھے ہیں جو اسلام دشمن لابی کر رہی تھی یہ گھٹیا فعل جو ناقابل برداشت ہے یہ مسلمانوں کے بھیس میں چھپے منافق کررہے ہیں یا کوئی اور ہے؟ سلمان رشدی، تسلیمہ نسرین۔اور چند ماہ قبل فیصل آباد کی دو بہنوں ایسے ننگ دین کمینے عاقبت نااندیش لوگوں کے علاوہ اور بھی کئی افراد سامنے آئے تھے۔فیس بک پر جو کچھ دکھایا جارہاہے اس کے خلاف بندہ مومن کا شدید ردّ عمل فطری بات ہے ان بدطینت عناصر نے فساد فی الارض پھیلانے کی کوشش کی ہے۔انھیں سزا نہ دی گئی اور بچانے کی کوشش کی گئی تو اس کے سنگین نتائج مرتب ہوں گے جس کا شاید دنیا کو اندازہ ہی نہیں ہے۔حکومت پاکستان نے ملک بھر میں آپریشن ردّ الفساد مہم شروع کررکھی ہے نیشنل ایکشن پلان کے 20 نکاتی ایجنڈے میں 14 ویں نمبر کی شق Measures against abuse of internet and social media for terrorism. کے مطابق فساد پھیلانے والوں کے خلاف ایکشن فوری نوعیت کا تقاضا کرتا ہے۔مگر متعلقہ

اداروں نے فوری ایکشن لینے کی بجائے ہمیشہ روایتی سست روی کا مظاہر کیا ہے۔سوشل میڈیا پر فسادیوں کے خلاف فوری ایکشن قانونی تقاضا ہے ۔مگر لگتا ہے کہ حکومت کو ایسے واقعات کو روکنے میں دلچسپی نہیں ہے اور زبانی جمع خرچ کے علاوہ کچھ بھی نہیں کر رہی ۔ایسے واقعات ہی تو فساد فی الارض کا سبب بنتے ہیں۔۔رسالت مآب حضور ﷺ کی شان اقدس بارے خود اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن مجید فرقان حمید میں فرمایا ہے:

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ (احزاب:2)

''یقیناً نبی ﷺ کا حق مومنوں پر ان کی جانوں سے بھی زیادہ ہے''۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَ اَعَدَّلَهُمْ عَذَابًا مُّهِیْنًا (احزاب:57)

''جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو اذیت دیتے ہیں ان پر اللہ نے لعنت کی ہے دنیا اور آخرت میں اور ان کے لئے اس نے اہانت آمیز عذاب تیار کر رکھا ہے''۔

مدنی دور میں یہودی سردار کعب بن اشرف کی ہرزہ سرائی حد سے تجاوز کر گئی تو رسالت مآب ﷺ کے حکم پر محمد بن مسلمہ اور دیگر اصحاب رسول ﷺ نے اسے کیفر کردار تک پہنچا دیا تھا۔ موجودہ دور میں ایسے ہی کرداروں نے توہین رسالت مآب ﷺ اور توہین قرآن مجید کر کے فساد فی الارض پھیلانے کی کوشش کی ہے۔لگتا ہے کہ یہی عناصر دنیا میں فساد پھیلانا چاہتے ہیں۔ان ظالموں کا فوری خاتمہ وقت دنیا کے امن کیلئے ضروری ہے۔اگر چہ یہ سب کچھ تو اسلام دشمن مما لک کے اندر ہو رہا ہے۔مگر یہاں کلمہ طیبہ 'لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ' کے نام پر وجود میں آنے والے اسلامی جمہوریہ پاکستان میں قبضہ مافیا ٹائپ حکمرانوں کی عدمِ دلچسپی اور دین سے دوری کے باعث سات عشروں بعد بھی نفاذِ اسلام تو ممکن نہ ہوسکا۔البتہ مملکت خداداد میں چند مغرب زدہ سیکولر، منافقین، ناعاقبت اندیش عناصر نے اسلام دشمنوں کے ایجنٹ بن کر شعائرِ اسلامی کا مذاق اڑانا شروع کر رکھا ہے آزادیٔ پاک وطن کے فوری بعد تو توہین رسالت یا اسلام کے خلاف سوچنا تک بھی ممکن نہ تھا مگر گزشتہ کچھ عرصے سے ایسے واقعات ہو رہے ہیں جنھیں سن کر دل خون کے آنسو روتا ہے۔فیس بک پر سوشل میڈیا کے ذریعے بھینسا اور موچی ایسی ویب سائٹس پر موجود مواد

انتہائی گھٹیا اور شرمناک ہے مسلمان ہونے کا دعویٰ کرنے والا کوئی بھی شخص ایسی کمینگی کر سکتا ہے دل ماننے کو تیار نہیں ہے یقیناً یہ اسلام دشمن عناصر کی کارروائی ہے اس کے پیچھے یہودی، امریکی یا بھارتی لابی جو بھی ہے اسے بے نقاب ہونا چاہیے۔ تاہم ہمارے ذمے ایسے واقعات پر احتجاج کیساتھ ساتھ یہ بھی ہے لازم ہے کہ ہم اپنی صفیں اور اپنے اعمال درست کریں۔ اپنے حسن کردار سے عملی طور پر ثابت کریں کہ ہم واقعی رسول معظم ﷺ کے صحیح پیروکار اور وارث دین اسلام اور دیگر دنیا سے ممیّز ہیں۔ ہمارے کرتوت مغربی دنیا اور دیگر گمراہ اقوام ایسے نہیں ہیں۔

قرآن مجید کے حقوق سے آگاہی حاصل کریں۔ اول۔ قرآن مجید پر صدق دل سے ایمان لایا جائے۔ دوم۔ قرآن کی تلاوت کی جائے یعنی اس کو پڑھا جائے۔ سوئم۔ قرآن کو اس کی روح کے مطابق سمجھا جائے۔ چہارم۔ اس کی تعلیمات پر مکمل عمل کیا جائے۔ پنجم۔ قرآن مجید کے پیغام کو زیادہ سے زیادہ دوسروں تک آگے پھیلایا جائے۔ تاکہ روز قیامت کوئی بندہ یہ نہ کہہ سکے کہ قرآن کا پیغام ان تک نہیں پہنچایا گیا۔۔ چونکہ وحی بیزار اقوام قرآن دشمنی میں اس کتاب کو مٹانے کے درپئے ہیں اس لئے ہم زیادہ سے زیادہ اپنے بچوں کو قرآن مجید کا حافظ بنائیں۔ کیونکہ ہمارے سینوں اور دلوں میں محفوظ قرآن کو تو کوئی بھی مٹا نہیں سکتا۔ اس لئے اس کی حفاظت اور بقاء کا بہترین ذریعہ اس کا حفظ ہے۔ آیئے عہد کریں کہ ہم اپنے بچوں میں سے کم از کم ایک بچے کو ضرور حافظ قرآن بنائیں گے۔ تاکہ ہمارے دلوں میں محفوظ قرآن مجید کا مٹانا کس کے بس میں ہی نہیں رہے۔ آزادی اظہار رائے کے نام پر مغرب کے حق میں کالم نویسی کرنے والے مغربی مادر پدر آزاد معاشرے کی پیداوار، موم بتی مافیا، این جی اوز جو مغرب کی ہم نوائی میں انسانی حقوق کے چیمپیئن بن کر سارا سال اودھم مچائے رکھتے ہیں یہ ان کی کھلی منافقت نہیں تو کیا ہے کہ امت مسلمہ کی دل آزاری پر خاموشی اختیار کر رکھی ہے ان کو کیا سانپ سونگھ گیا؟ کہ امت مسلماں کی دل آزاری پر موثر آواز کیوں نہ بلند کر سکے۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو ایذا دینے والوں کو آخرت میں اپنے بھیانک انجام سے تو دوچار ہونا ہی ہے مگر ان شاء اللہ وہ دنیا میں بھی ذلیل ورسوا ہی ہوں گے۔ حکومت جس طرح دہشت گردوں کے سہولت کاروں کے خلاف کارروائیوں میں مصروف ہے اس طرح ان منافقوں کے خلاف بھی فوری کارروائی وقت کا تقاضا ہے اس سے پہلے کہ کوئی

جذبات سے مغلوب شخص انھیں کیفر کردار تک پہنچائے حکومت خود انھیں ان کے عبرتناک انجام تک پہنچائے، رسول اللہ ﷺ سے محبت ہمارے ایمان کا حصہ ہے اور کوئی مسلمان اپنے پیارے رسول ﷺ اور قرآن مجید کی حرمت کے خلاف معمولی بات تک سننا گوارا نہیں کر سکتا۔ سویڈن کی عدالت کا بیان ہے: اگر قرآن کسی ملک کا آئین ہوتا تو ہم ایسی حرکت کرنے والوں کو روکتے یا سزا دیتے۔ یہ الفاظ پوری مسلم دنیا کے حکمرانوں کے منہ پر زوردار طمانچہ ہے کہ کوئی ایک مسلم ملک ایسا نہیں جہاں قرآن کا نظام نافذ ہے۔ مطلب یہ تھا کہ ہم جب خود اس کو آئین وقانون کا مقام نہیں دیتے تو دوسرے کیسے اس کا احترام کریں گے۔ مسلم حکمران مصلحت کوشی کی پالیسی ختم کریں۔ نفاذ دین اسلام کے لئے عوام سے کیے ہوئے وعدوں سے انحراف کی بجائے اپنے اپنے ممالک میں اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ قرآن مجید کے نظام کا نفاذ فی الفور اعلان کر دیں۔ تاکہ دشمنانِ اسلام کو ایسی باتیں کہنے کا موقع ہی نہ ملے۔ وقت کا تقاضا ہے کہ او آئی سی کے پلیٹ فارم سے متفقہ ومشترکہ طور پر ہر مسلمان ملک میں نظام دین اسلام کے نفاذ کا متفقہ اعلان کر دیا جائے۔ تاکہ کسی اسلام دشمن کو ایسی باتیں کرنے کا موقع ہی نہ ملے۔ سویڈن حکومت سے ہر قسم کے سفارتی اور تجارتی تعلقات ختم کرنے کے اعلان کے ساتھ ہی اسلام دشمنوں کی عقل ٹھکانے آسکتی ہے۔ اس کے ساتھ ہی ایسے گھناؤنے واقعات کی مکمل روک تھام کیلئے موثر آواز اٹھائی جائے اور اقوام متحدہ سے رجوع کر کے آئندہ کیلئے ایسے واقعات نہ ہونے کی یقین دہانی حاصل کی جائے۔ مسلم حکمرانوں کو متفقہ لائحہ عمل ترتیب دے کر ایسے اقدامات کرنے کی ضرورت ہے جس کے بعد کسی اسلام دشمن ملعون کو ایسی حرکت کرنے کی جرات ہی نہ ہو سکے۔ رسالت مآب ﷺ اور قرآن مجید کی توہین ایک ناقابل معافی جرم ہے اور اس سازش کے پیچھے جو کوئی بھی ہے ان کو بے نقاب کر کے سخت ترین سزائیں دلائی جائیں۔ مسلم حکمران ایسے موثر اقدامات کر کے غیرت ایمانی کا ثبوت دیں تاکہ روز محشر اللہ تعالیٰ کے حضور سرخرو ہو سکیں۔

؎ وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہو کر
اور تم خوار ہوئے تارکِ قرآں ہو کر — اقبال رحمۃ اللہ علیہ

یا ہنوز اندر تلاشِ مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) است

عبد اللہ ابراھیم

1 پاکستان کی سیاسی صورتحال میں بہتری

پاکستان میں سیاسی صورتحال میں بہتری آ گئی ہے۔ اسمبلیاں اپنی مدت پوری کرنے کے قریب ہیں اور انتخابات کے لئے رقم مختص کر دی گئی ہے۔ اب بحث یہی باقی ہے کہ اسمبلیاں وقت سے چند روز پہلے توڑی جائیں تاکہ 90 دن میں انتخابات ہوں یا اب مدت پوری کر کے خود ختم ہوں تاکہ 60 دن میں انتخابات لازم آ جائیں۔ عمران خان کی مضبوط عوامی حمایت ابھی موجود ہے تاہم پرویز خٹک کی جانب سے ایک اور پارٹی کا قیام عمران خان کو کچھ کمزور کر دے گا۔ عمران خان کے گرد عدالتی شکنجہ بھی آہستہ آہستہ سخت ہو رہا ہے اور شاید وہ عوامی حمایت کے باوجود بے وقعت ہو جائیں۔ ماضی کی اپوزیشن جو کہ ووٹ کو عزت دو اور بالواسطہ مقتدرہ قوتوں کے خلاف بات کرتی تھی اب مقتدرہ کے ساتھ کافی ہم آہنگ ہے۔

یہ صورتحال واضح کرتی ہے کہ پی پی پی، مسلم لیگ ن اور پی ٹی آئی سب کا اصل مقصد حکومت حاصل کرنا ہے اور سب بیانیے محض اس کا راستہ ہیں۔ موجودہ صورتحال میں مقتدرہ قوتیں پہلے سے زیادہ طاقتور ہو گئی ہیں۔ دینی لوگوں کے لئے بھی سبق ہے کہ وہ موجودہ نظام میں چلنے والی کسی جماعت سے امیدیں، ہمدردیاں اور محبتیں نہ پالیں کیونکہ یہ وقت کا ضیاع ہے اور اپنی توجہ اسلامی نظام کے قیام کی دعوت و محنت پر ہی مرکوز رکھیں۔

2 آئی ایم ایف سے معاہدہ اور معاشی صورتحال میں نسبتاً بہتری

جون کے آخری ہفتے میں پاکستان کی معاشی صورتحال میں ڈرامائی بہتری شروع ہوئی۔ اسی دوران نواز شریف بھی دبئی آ گئے اور مختلف قوتوں سے مذاکرات کیے۔ پاکستان جو کہ آئی ایم ایف کی بات مکمل نہیں مان رہا تھا اچانک سب ماننے پر تیار ہوگیا۔ آئی ایم ایف کی شرائط آخری وقت پر بجٹ میں شامل کر لی گئیں اور ایک 9 ماہ کا 3 ارب ڈالر کا معاہدہ جولائی کے اوائل میں طے ہوا اور اب اس کے تحت پہلی قسط بھی وصول ہوگئی ہے۔ دوسرے ممالک سے بھی کچھ قرض ملا ہے اور یہ ڈر کہ نگران حکومت کے دور میں ملک بالکل گرداب میں پھنس جائے گا، کم ہو گیا ہے۔ تاہم آئی ایم ایف سے معاہدہ کی وجہ سے ٹیکسوں اور بجلی، گیس کے نرخوں میں اضافہ اور رعایتوں میں کمی عام لوگوں کی مشکلات کو بڑھا دے گی۔ اصل حل تو اسلامی نظام اور بلا سود معیشت ہی ہے تاہم مجموعی طور پر یہ ہماری ابتری کی صورتحال میں وقتی کمی کا باعث ہوگا۔

3 سویڈن میں قرآن مجید کی بے حرمتی

عیدالاضحیٰ کے موقع پر سویڈن میں ایک مسجد کے باہر قرآن کو جلائے جانے کا واقعہ ہوا اور اس پر زیادہ تر دنیا بالخصوص مسلمانوں نے احتجاج کیا۔ خود سویڈن کی حکومت نے اس کی بظاہر مذمت کی اور کہا کہ ہم اپنے قانون کی وجہ سے اس کی اجازت دینے پر مجبور ہیں۔ یہ واقعات آزادی رائے کی آڑ میں مغربی ممالک میں تسلسل سے ہو رہے ہیں اور مسلمانوں کے زبانی احتجاج کا کوئی نتیجہ نہیں نکل رہا۔ اسی دوران ایک شامی مسلمان نے تورات جلانے کا اعلان کر کے خبروں میں جگہ پائی مگر پھر یہ کہا کہ میرا ایسا کوئی مقصد نہیں تھا اور یہ صرف قرآن کی بے حرمتی کے خلاف احتجاج تھا۔ اب 20 جولائی کے قریب دوبارہ قرآن کی بے حرمتی کا واقعہ خبروں میں آیا ہے یعنی مغرب اپنی آزادی رائے کی آڑ میں مسلمانوں کو اپنی مذہبی محبتوں سے بے حس کرنا چاہتا ہے۔ تاہم مسلمانوں کا احتجاج جاری ہے اور ان میں حمیت باقی ہے۔ جب تک قوتِ نافذہ نہ ہو محض احتجاج زیادہ فرق نہیں ڈال سکے گا۔

4 فرانس میں پولیس کے ہاتھوں ایک افریقی کا قتل اور ہنگامے

27 جون کو پولیس کی جانب سے ایک 17 سالہ شمالی افریقی کے قتل کے بعد بڑے

پیمانے پر پُرتشدد ہنگامے ہوئے جو کہ ہفتہ بھر جاری رہے۔ بالآخر فرانس نے ان پر قابو پالیا اور ہزاروں لوگ گرفتار ہوئے اور اب سزائیں دی جارہی ہیں۔ یہ صورتحال دونوں طرف سے زیادتی کو ظاہر کرتی ہے۔ فرانس نے چونکہ شمالی افریقہ پر سامراجی دور میں حکومت کی ہے۔ لہٰذا ذرا سی بات پر ایک شخص کا قتل اور ان افریقی لوگوں کا خون آج بھی ارزاں ہونا بڑی زیادتی ہے۔ دوسری طرف فرانس میں آ کر فرانس کے قانون کی پاسداری کے وعدے کے بعد پُرتشدد مظاہرے افریقی لوگوں، جو کہ زیادہ تر مسلمان ہیں، کی جانب سے بھی زیادتی ہے۔ اگر لوگوں نے فرانس میں رہنا ہے تو ان کے قوانین کے اندر رہ کر ہی احتجاج یا بدلہ لینا چاہئے جیسا کہ فرانس کی فٹ بال ٹیم میں زیادہ افریقی ہیں یا جیسے برطانیہ کا وزیراعظم ایک ہندوستانی قومیّت سے ہے۔

5 امریکہ اور نیٹو کی جانب سے یوکرائن کو مہلک ہتھیار کی فراہمی

روس اور یوکرائن کی جنگ تقریباً ڈیڑھ سال سے جاری ہے۔ امریکہ اور نیٹو یوکرائین کی سیاسی، مالی اور فوجی مدد کر رہے ہیں اور روس کو ایک بھنور میں دھکیلنے میں کامیاب دکھائی دیتے ہیں۔ امریکہ نے 10 جولائی کو اعلان کیا کہ وہ یوکرائن کو متنازع اور مہلک کلسٹر بم فراہم کرے گا۔ یعنی یہ جنگ بڑھتی جارہی ہے۔ روس اپنے مقاصد حاصل نہیں کرسکا اور معاشی طور پر اُلجھتا جارہا ہے۔ پہلی دو جنگ عظیم بھی یورپ میں ہوئیں اور یہ جنگ بھی مزید خطرناک ہوسکتی ہے۔

6 موسمی تبدیلیوں میں شدت اور نقصانات

موسمی حالات کافی تبدیل ہورہے ہیں۔ ایک طرف دنیا میں درجہ حرارت اور گرمی نئے ریکارڈ بنارہی ہے دوسری طرف برف کے پگھلنے اور تیز بارشیں سیلاب اور دوسری قدرتی آفات میں اضافہ کررہی ہیں۔ دنیا کے سائنسدانوں کا خیال ہے کہ یہ دنیا میں آلودگی میں اضافہ کی وجہ سے ہورہا ہے۔ چونکہ دنیا میں ترقی یافتہ ممالک ہی زیادہ آلودگی کا باعث ہیں۔ اس لئے اس کی بہتری کے لئے کام بھی سست روی اور منافقت کا شکار ہے۔ یہ صورت حال انسان کی حد سے زیادہ پراعتمادی کو بے نقاب کرتی ہے کہ انسان خود کو بڑا طاقت ور سمجھتا ہے مگر اپنے کاموں کے اثرات سے بے خبر ہے اور قدرت کے مقابلے میں تقریباً بے بس ہے۔

6 افغانستان کی تازہ صورتحال

◐ 18 جولائی کو پاکستان، افغانستان اور ازبکستان کے درمیان ٹرین سروس کے حوالے سے مفاہمتی یاداشت پر دستخط ہوئے ہیں جو کہ ایک اہم پیش رفت ہے۔◐ 16 جولائی کو افغانستان میں ایک صنعتی نمائش کا اہتمام کیا گیا جس میں 25 سے زائد پاکستان برآمد کنندگان نے شرکت کی۔◐ 15 جولائی کو افغانستان نے بیان دیا کہ پاکستان اپنے امن وامان کے مسائل کا حل اپنے ملک میں تلاش کرے اور افغانستان پر الزام مت لگائے۔اس سے پہلے پاکستان نے ٹی ٹی پی کی محفوظ پناہ گاہوں کے حوالے سے افغانستان پر تنقید کی تھی۔◐ 8 جولائی کو ایک چینی کمپنی کی جانب سے شمالی افغانستان میں تیل کے کنویں سے تیل نکالنے کا افتتاح ہوا۔افغان حکومت بھی اس میں 20 فیصد کی حصہ دار ہے۔اس سے افغانستان میں ترقی کے نئے دور کا آغاز ہوگا۔

(Cont.... From P. 62)

the same time and wake up at the same time.

- **Avoid long naps during the day.**

Imagine having just spent a few minutes quietly doing your adhkar. Then when you're ready to call it a night, you spend your time in quiet prayer. You actively avoid talking afterward when your mind, having been able to meditate for several minutes, has stopped racing. On that note, you slip into bed reciting a few short verses from the Qur'an before falling asleep.

This gets you in the zone to sleep, and you also fall asleep with the most important thing on your mind - remembering ALLAH. At the same time, you remember your purpose for that day, and the next day to follow.

Sweet Dreams!.

involved in any activity after Isha prayer (darkness prayer, which is around 1.5-2 hours after sunset). The Prophet (pbuh) said, "One should not sleep before the night prayer, nor have discussions a fter it" [SB 574].

- Perform ablution (wudoo) before going to bed and supplicate. It is reported in Sahih Muslim (SM) that one of the companions said that the Prophet (pbuh) told him, "Whenever you go to bed, perform ablution like that for the prayer, and lie on your right side" [SM 2710]. And then he asked him to say the night prayers before sleep.

- Dusting and cleaning the bed before sleeping. It has been reported that the Prophet (pbuh) said, "When any one of you goes to bed, he should take hold of the hem of his lower garment and then should clean (his bed) with the help of that and then should recite the name of Allah" [SM 271]

- Recite Surah Mulk. Surah Mulk not only provides protection in this life and hereafter but will protect you in-between. In a hadith, it was mentioned that the Prophet Muhammad (ﷺ) recommended reading Surah Mulk every night before going to bed. By doing so, it is said that you would be protected from the torment in the grave.

Practical Tips for a Good Sleep.

- Put your phone on airplane mode. Put your phone on airplane mode at least 30 minutes before you sleep. Or do it before you pray or recite your adhkar. This is one very easy way to protect your self from the stresses and hypnotizing things that are on our phones. Similarly, when you're up early and preparing for fajr salah, you won't be tempted to check all of your messages that came in while you were asleep.

- **Avoid large meals, caffeine before bedtime.**
- **Get some exercise**
- **Set a consistent sleep schedule. Go to bed at** (Cont.... To P. 61)

Islam and Sleep/Night.

Allah made the night for us to find that peace and serenity. "He is the One Who made the night for you to rest in (peace)."

The night is not a time for us to lapse into bad habits prevalent in our society today.

What the Prophet ﷺ did before sleeping? The Prophet ﷺ actually delayed praying Isha' before going to sleep, and once he was done with salah, he disliked speaking after it.

Azkaar.

The Prophet ﷺ would recite a set of evening adhkar or remembrances in the form of Qur'anic verses and du'a. When you take a few minutes every evening to sit down and recite these with mindfulness, you train your brain to slow down. The long list of prophetic dhikr that you can recite at night can keep you busy and work alone to get your mind in the sleep zone.

Is Day time Sleep equal to the Night Time Sleep?

The answer is **No**. Small naps (afternoon) are fine but Staying awake all night and sleeping all day even for just a few days can disrupt levels and time of day patterns of more than 100 protein s in the blood, including those that influence blood sugar, energy metabolism, and immune function.

How did the Prophet (PBUH) Sleep?
Or Sunnah/Manners of Sleep

- Prophet Muhammad ﷺ demonstrated the best normal sleeping position. He slept on his right side (Al-Bukhari, 2004) (which would be good for digestion and blood circulation since both heart and stomach which are internal organs located on left side of our body will not be physically stressed)
- When the Prophet عليه الصلاة والسلام wanted to sleep , he would say, "Bismika Allahumma amutu wa ahya (In your name, O Allah, I die and I live)"
- Prophet Muhammad ﷺ encouraged his companions not to be

Go to bed, You Sleepy Head!

Amatullah Hadia

Sleep is a **period of rest** . Healthy adults need at least seven hours of sleep per night. Babies, young children, and teens need even more sleep to enable their growth and development. A good sleep is necessary for having a productive and fulfilling day. Quran and Sunnah recognize the significance of sleep as well.

Now a days getting a good sleep is a luxury for many people. In this article we will look over the importance of sleep in the light of Quran, Sunnah and science while exploring some tips for an amazing sleep.

How does lack of proper sleep affects us?

An ongoing lack of sleep has been closely associated with hypertension, heart attacks and strokes, obesity, diabetes, depression and anxiety, decreased brain function, memory loss, weakened immune system, lower fertility rates and psychiatric disorders. Not to mention the how has a huge negative impact on our focus, social relationships, moods and our overall ability to perform everyday tasks.

In today's time, our minds are constantly working; anxieties are high; and we are unable to turn off our racing thoughts. So we need a good amount of sleep in order to relax and give our mind and brain a break.

قرآن اور پاکستان

ہماری نوجوان نسل نہیں جانتی کہ

پاکستان کا قیام 14 اگست 1947ء کو ہوا

جو کہ

27ویں شب تھی رمضان المبارک1366ھ کی

یعنی لیلتہ القدر

نزولِ قرآن مجید کی مبارک ساعتیں

لہٰذا

پاکستان اورقرآن مجید کاایک لازوال رشتہ ہے

اور قرآن کا نظام مقدر ہے پاکستان کا

یعنی

پاکستان کا مطلب کیا؟

لَآ اِلٰــہ اِلَّا اللّٰـہ

الحمدُ للہ

مکتبہ قرآن اکیڈمی جھنگ

کی مطبوعات

خیریت تعلّم وتعلیم قرآن مجید اور ہماری ذمہ داریاں	16/-
جنوبی ایشیا میں مسلم بیداری کے سو سال (1910ء۔2010ء)	240/-
یاجوج ماجوج؟	350/-
21 اسلامی انقلابی شخصیّات (حصّہ اوّل)	120/-
21 اسلامی انقلابی شخصیّات (حصّہ دوم)	130/-
21 اسلامی انقلابی شخصیّات (حصّہ سوم)	120/-
21 اسلامی انقلابی شخصیّات (مکمّل)	زیرِ طبع دوم
صہیونیّت قرآن مجید کے آئینے میں	425/-
10 علاماتِ قیامت حدیث مبارکہ کی وضاحت	165/-
اُمت مسلمہ کے مستقبل کی تشکیلِ نو میں اہل قلم کا رول	50/-
درسِ قرآن کی تیاری کیسے کریں؟	120/-
تعمیرِ سیرت وکردار	450/-
قرآن مجید کے حقوق	40/-
بھارت اور پاکستان کے مابین مذہبی، سیاسی اور نفسیاتی کشاکش کا انجام؟	65/-
بصری مشاہدہ ونظری حقیقت	170/-

Vol 17
CPL No: FD 30/07
HIKMAT-E-BAALGHA
AUGUST 2023
No 08

فکرِ فاروقیؒ

تحریک پاکستان اور قیامِ پاکستان کے لیے حقیقتاً بے شمار لوگوں نے قربانیاں دی ہیں اور 1001ھ کے بعد سے اسلام کے لیے (جنوبی ایشیا کے کسی کونے میں) دی گئی ہر شخص کی قربانی مسلمانوں کے آئیڈیل اور فطری ایک اسلامی فلاحی ریاست کے دورِ حاضر میں قیام کے لیے ہے جس پاک سرزمین کے لیے انسانیت نے کن کن مراحل سے گزر کر 'قیامِ پاکستان' کو ممکن بنایا ہے۔ قائداعظم محمد علی جناح کا یہ جملہ گزشتہ بارہ صدیوں کے مسلمانوں کی دِلی آرزو کی صحیح ترین ترجمانی تھی اور ایک حقیقت کا اظہار تھا کہ ــــــ ''ہند میں پاکستان اسی دن قائم ہو گیا تھا جس دن یہاں پہلا شخص مسلمان ہوا تھا''۔ بلاشبہ تاریخ پاکستان اور تحریک پاکستان کا نقطۂ آغاز یہی واقعہ ہی ہوسکتا ہے۔ اس پاکستان کے قیام کے لیے بیسویں صدی میں کئی چھوٹی بڑی علاقائی تحریکیں اُٹھیں اور سینکڑوں شخصیات اُبھریں، جن میں سے بعض شخصیات بڑی بڑی قدآور بھی ہیں اور ان کی خدمات کا اپنی جگہ ہر ایک کو اعتراف بھی ہے، مگر 1910ء سے لے کر قیامِ پاکستان تک جو ایک شخصیت جنوبی ایشیا کے تمام مسلمانوں کی ملکی سطح کے ہر مسئلے اور معاملے میں رہنمائی کرتی رہی، عملاً ان کی حمایت میں ساتھ رہی، جلوسوں، جلسوں اور احتجاجوں میں نظر آتی رہی ــــــ تقاریر کے علاوہ تحریر ــــــ خطبات اور شاعری سے مسلمان خواص وعوام کو پاکستان کے حصول کے لیے دیوانہ بنا دیا، جس نے عوامی سطح پر لوگوں کو متاثر کیا اور اعلیٰ عالمی علمی سطح پر بھی اسلام کی تشریح وتوحید کا حق ادا کیا، جس نے مسلمانوں میں سے موزوں ترین آدمی کو ڈھونڈ کر نکالا اور اس کی قیادت میں کام کیا، جنھوں نے پاکستان کے قیام کی فلسفیانہ توجیہ پیش کی اور مستقبل کی اس ریاست کے خدوخال کی وضاحت کی، جنھوں نے جنوبی ایشیا کے مسلمانوں کے دلوں اور زبانوں پر راج کیا، قیامِ پاکستان سے پہلے ہی نہیں ــــــ جو ہستی آج بھی مخلص مسلمانوں کے دلوں کی دھڑکن ہے ــــــ وہ شخصیت صرف اور صرف علامہ اقبال کی ہے۔ (ح ب نومبر 2015ء)